مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوۃ کراچی

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی جریدہ

۷ ستمبر ایک تاریخی دن

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ

۱۳۵۴

مرکزی وزیر خزانہ ___ قادیانیوں کی وکالت

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ
اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کے علمی پر گراں قدر مضامین کے علاوہ

پاکپتن ضلع بنے گا

ربوہ کا کیا ہوگا —؟

ایک پہیلی ... بوجھو تو جانیں؟

غفر اللہ

کیوں نہ مرکے رسوا، ہوا کیوں نہ غرق دریا .....

بیادِ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

عدوہائے محمدؐ کا شکاری دیکھتے جاؤ

نتیجۂ فکر۔ حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر۔

میرے بھائی ذرا شاہِ بخاریؒ دیکھتے جاؤ
گزاری جس نے حق پہ عمر ساری دیکھتے جاؤ

کسی سلطان جائر کو کبھی حق بات کہنے سے
ہوا ہرگز نہ دل پہ خوف طاری دیکھتے جاؤ

نہ خاطر میں کبھی لایا کسی کی جاہ و حشمت کو
ضال و مال سے پرہیزگاری دیکھتے جاؤ

امیروں سے یہ پروا شہنشاہوں سے مستغنی
فقیروں سے مگر پھر انکساری دیکھتے جاؤ

خدا کی راہ میں جھیلے مصائب طیب خاطر سے
یہ عبرت خیز انکی بردباری دیکھتے جاؤ

گزاری ریل میں یا جیل میں کل زندگی اپنی
رہِ مولیٰ میں یہ دیوانہ واری دیکھتے جاؤ

نہ چھوٹی ان سے ہرگز کسی حالت میں حبل اللہ
صراطِ حق پہ انکی پائیداری دیکھتے جاؤ

خدائے پاک کے امر و نواہی کی اشاعت میں،
رہی ہے عمر بھر تک جہد جاری دیکھتے جاؤ

مرزائیت کے بت کو توڑ ڈالا جذبۂ حق سے
ذرا ابن علی کی ذوالفقاری دیکھتے جاؤ

غلامی کو مٹانے میں لگائی جان کی بازی
مسلمانوں کی سچی غمگساری دیکھتے جاؤ

صداقت میں عدالت میں شجاعت میں سخاوت میں
وہی اوصاف کامل چار یاری دیکھتے جاؤ

نبوت کی حفاظت میں اٹھائی تیغ حق گوئی
عدوہائے محمدؐ کا شکاری دیکھتے جاؤ

تنفر قصر ایواں سے اقامت آشیانے میں
قلندر پیر کی یہ کنج غازی دیکھتے جاؤ

رخِ زیبا سے ہوتا ہے ہویدا نورِ ایمانی
مجاہدؒ مرد کی صورت پیاری دیکھتے جاؤ

ملک صورت فلک رتبہ سراپا اسوۂ حسنہ
ملا ہمکو زہے قسمت ہماری دیکھتے جاؤ،

ارشاد احمدؔ ہے دل گیر انکے ہجر میں دائم
تأسف حزن، حسرت اشکباری دیکھتے جاؤ

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

۱۳ تا ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ
مطابق
۳۰ اگست تا ۵ ستمبر ۱۹۸۵ء

اس شمارے میں

۱	خصائل نبوی ﷺ	۴
۲	اداریہ	۵
۳	تحریک آزادی کی داستان	۸
۴	سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ	۱۰
۵	دندان شکن جواب	۱۲
۶	قادیانیوں کی اصل پریشانی ربوہ ہے	۱۵
۷	پچاس المالیات	۱۶
۸	افکار قارئین	۱۸
۹	ختم نبوت کانفرنسیں	۲۰
۱۰	حضرت عبدالعزیز صاحب ؒ	۲۱
۱۱	بزم ختم نبوت	۲۲
۱۲	اخبار ختم نبوت	۲۳

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا بدیع الزمان — ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر مسئول
عبدالرحمن یعقوب باوا

شعبۂ کتابت
محمد عبدالستار واحدی ، امجد محمود

بدل اشتراک
سالانہ ۷۰/- روپے — ششماہی ۴۰/- روپے
سہ ماہی ۲۰/- روپے — فی پرچہ ۲/- روپے

رابطۂ دفتر
مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۱۱۲۷۱

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	عبدالرؤف جتوئی	پشاور	نورالحق نور
گوجرانوالہ	حافظ محمد ثاقب	مانسہرہ/ہزارہ	سید منظور احمد آسی
لاہور	ملک کریم بخش	ڈیرہ اسمٰعیل خان	ایم شعیب گنگوہی
فیصل آباد	مولوی فقیر محمد	کوئٹہ	نذیر تونسوی
سرگودھا	ایم اکرم طوفانی	حیدرآباد سندھ	نذیر بلوچ
ملتان	عطاء الرحمان	کنری	ایم عبدالواحد
بہاولپور	ذبیح فاروقی	سکھر	ایچ غلام محمد
ریڑی روڈ	حافظ خلیل احمد رانا	ٹنڈو آدم	حماد اللہ عرف لی اللہ

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب، کویت، اومان، شارجہ، دوبئی	۳۱۰ روپے
اُردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرون ملک نمائندے

کینیڈا	آفتاب احمد	ناروے	غلام رسول
ٹرینیڈاڈ	اسمٰعیل تاخدا	افریقہ	محمد زبیر افریقی
برطانیہ	محمد اقبال	ماریشیس	ایم اخلاص احمد
اسپین	راجہ حبیب الرحمٰن	ری یونین فرانس	عبدالرشید بزرگ
ہانگ کانگ	محمد ادریس	بنگلہ دیش	محی الدین خان

عبدالرحمان یعقوب باوا نے کلیم الحسن نقوی انجمن پریس سے چھپوا کر ۲۰/اے سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع کیا۔

خصائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت تواضع فرمانے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة عن حميد عن انس قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم قال وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہ تھا کہ باوجود اس کے پھر بھی وہ حضور کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے کہ حضورؐ کو پسند نہیں تھا۔ ف: یہ بھی نبی کریمؐ کی غایت تواضع پر تھا کہ باوجود اس علو شان اور رفعت اور وجاہت کی بڑائی کے اس چیز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرماتے تھے اسی وجہ سے کبھی صحابہ کرامؓ باوجود تقاضائے محبت کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوتے تھے جیسا کہ اس روایت کا مقتضا ہے اور کبھی بتقاضائے محبت کھڑے ہوجاتے تھے۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ باتیں کرتے تھے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ میں تشریف نہ لے جاتے۔ اسی طرح اس بارے میں بہت مختلف روایات کتب حدیث میں ہیں۔ حتیٰ کہ بعض روایات میں بعض آنے والوں کے لیے کھڑے ہونے کا حکم بھی ہے اسی وجہ سے علماء اس کھڑے ہونے کے جواز اور عدم جواز میں مختلف ہو گئے اور اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ ان میں تعارض نہیں ہے بلکہ کھڑے ہونے کے اسباب اور وجوہ مختلف ہیں اسی وجہ سے احادیث میں مختلف احکام ملتے ہیں۔ ابو الولید بن رشد کہتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے کھڑا ہونا چار طرح ہو سکتا ہے ۱۔ ناجائز ہے وہ ایسے شخص کے واسطے کھڑا ہونا ہے جو تکبر کی وجہ سے اس کو پسند کرتا ہو کہ جب وہ آئے تو لوگ کھڑے ہو جائیں۔ ۲۔ مکروہ ہے وہ ایسے شخص کے لیے کھڑا ہونا جو متکبر تو نہیں ہے لیکن اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ اگر ایسا معاملہ کیا جائے تو اس میں تکبر اور عجب پیدا ہو جائے۔ ۳۔ جائز ہے وہ ایسے شخص کے لیے جہاں یہ اندیشہ نہ ہو۔ ۴۔ مستحب ہے وہ اس شخص کے واسطے کھڑا ہونا جو سفر وغیرہ سے آیا ہو اس کے آنے کی خوشی میں کھڑا ہو جائے امام نوویؒ کہتے ہیں کہ اہل علم، اہل فضل، اہل شرف کے آنے پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ ممانعت اس قیام کی ہے جو بڑا آدمی بیٹھا رہے اور لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ چنانچہ ممانعت کی احادیث میں یہ ارشاد بھی ہے کہ ایسی طرح کھڑے ہو جیسے کہ عجمی لوگ اپنے سرداروں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق جو والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے واسطے سے بذل المجہود میں نقل کی گئی ہے یہ ہے کہ فی حد ذاتہ کھڑا ہونا جائز ہے جب تک کوئی عارض ایسا پیش نہ آئے جو اس کو ناجائز بنا دے مثلاً ایک شخص کا فتنہ میں پڑ جانا جس کے لیے کھڑا ہوا ہے کہ اس میں تکبر وغیرہ امور پیدا ہو جانے سے اس کو دینی نقصان پہنچے۔ اسی طرح سے نفاق کے طور پر کھڑا ہونا کہ جس کے لیے کھڑا ہوا ہے اس کی کوئی وقعت اور عظمت دل میں نہ ہو ریاکاری اور نفاق کے طور پر کھڑا ہو کہ یہ صورتیں ناجائز ہیں اور ان میں بھی اگر کھڑے نہ ہونے کی صورت میں اس شخص کو خود کسی قسم کا جانی مالی یا آبرو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے جائز ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کو اپنے عیب نظر آنے کی وجہ سے دوسروں کے عیب نہ دکھائی دیں۔

(بروایت بزار)

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"جس شخص کی تم غیبت کرو۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لیے استغفار کرو۔"

۷ ستمبر ——— ایک یادگار دن

ربوہ قادیانیوں کا مرکز، ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کی ہدایت پر قادیانیوں کی مسلح اور تربیت یافتہ رضاکار تنظیم "فرقان فورس" کے غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نہتے اور مسافر طلباء پر حملہ کیا ——— حملے میں لاٹھیاں، ڈنڈے، ہاکیاں، برچھے اور لوہے کے سریے استعمال کیے گئے۔ اس حملہ میں متعدد طلباء زخمی ہوئے۔ بعض طلباء اتنے شدید زخمی ہوئے کہ انہیں کئی دن ہسپتال میں رہنا پڑا۔ یہ طلباء تفریحی سفر پر پشاور سے بذریعہ چناب ایکسپریس، ملتان واپس جا رہے تھے۔

چناب ایکسپریس جب نشتر آباد ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوئی تو وہاں متعین قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے فوراً اپنے مرکز ربوہ میں یہ اطلاع پہنچائی کہ طلباء کی جماعت چناب سے واپس آ رہی ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کی ٹاسک فورس آناً فاناً ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جمع ہوگئی۔ جوں ہی گاڑی رکی تو قادیانی غنڈے دوڑ دوڑ کر طلباء کی بوگی میں سوار ہوگئے، انہیں کھینچ کھینچ کر باہر پلیٹ فارم پر لے آئے اور انتہائی بے دردی سے ان پر تشدد شروع کر دیا ——— اخبارات میں سنسر شپ نافذ کر کے یہ خبر شائع نہیں ہونے دی گئی تاہم دو تین روز میں پشاور سے لے کر کراچی تک اس قادیانی غنڈہ گردی کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی گئی۔ جس کا مسلمانوں میں شدید ردعمل ہوا

بس پھر کیا تھا جلسے، جلوس اور مظاہرے شروع ہو گئے، ہڑتالیں ہوئیں، قادیانیوں کا اقتصادی بائیکاٹ شروع کر دیا گیا۔ مشتعل مسلمانوں نے بہت سے مقامات پر قادیانیوں کی دکانوں اور مکانوں کو آگ لگائی۔ پورے ملک میں قادیانیوں کو کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی اور وہ اپنی دکانیں اور مکانات چھوڑ چھوڑ کر ربوہ کا رخ کر رہے تھے۔ یہ تحریک ختم نبوت مئی، جون، جولائی، اگست (۷ ستمبر) تک چلتی رہی ——— حکومت اور انتظامیہ خصوصاً اس وقت کے مرزائی نواز وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے نے (جس کی مرزائی نوازی اب کھل کر سامنے آ چکی ہے) اس تحریک کو ناکام بنانے کی سر توڑ کوشش کی، جلسے جلوسوں اور مظاہروں میں لاٹھی گولی اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ جس سے شمع ختم نبوت کے ۳۲ پروانے شہید ہو گئے۔ جب کہ زخمیوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے۔ ساتھ ہی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ الگ ہے۔ آخر حکومت نے ایک آئینی راہ نکال کر قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کر دیا

اس وقت ربوہ کی رائل فیملی کا سربراہ مرزا ناصر تھا ——— قومی اسمبلی نے فریقین کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کے لیے کہا ——— مسلمانوں کی طرف سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے علماء کا ایک بورڈ تشکیل دے کر اس بورڈ سے "ملت اسلامیہ کا موقف" کے عنوان سے فوری طور پر ایک دستاویز تیار کرائی جسے اس وقت کے اپوزیشن قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسمبلی میں پیش کیا۔ جب کہ قادیانیوں کی طرف سے مرزا ناصر پیش ہوا۔ جس نے ایک محضر نامہ پیش کیا جسے ایک ہفتہ تک کئی کئی گھنٹے کھڑے ہو کر اس نے حرفاً حرفاً سنایا۔ جب وہ سناتا تھا تو حضرت مفتی صاحب اس پر جرح کرتے تھے ——— دوسری طرف حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کتابی صورت میں مرزا ناصر کے محضر نامے کا فوری جواب لکھ کر اور اسے شائع کرا کے اسمبلی میں پیش کر دیا جسے مولانا کے رفیق حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔

بالآخر کئی دن کی بحث و تمحیص کے بعد قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد پاس کی اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں درج ذیل

آرٹیکل ۲۶۰ ——— "جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل ایمان نہیں لاتا یا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان رکھتا ہے وہ از روئے آئین و قانون مسلمان نہیں۔"

"آرٹیکل ۱۰۶ کلاز نمبر ۳ —— اس میں طبقوں کے لفظ کے بعد قادیانی یا لاہوری گروپ کے جو اشخاص جو "احمدی" کہلاتے ہیں کے جملے کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ اضافہ کے بعد کلاز نمبر ۳ کی صورت یہ ہوگی۔ صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز ۱ میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول کاسٹس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔"

"دوسری ترمیم —— یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازاں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے، لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں لفظ اشخاص کے بعد الفاظ اور توشق اور قادیانی یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

"آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق ۲ کے بعد حسب ذیل نئی شقیں درج کی جائیں گی۔ فقرہ ۳ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے بعد خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تصور کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لحاظ سے مسلمان نہیں ہیں۔"

الغرض ۲۹ مئی سے لے کر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء تک مسلمانانِ پاکستان کی بے مثال جدوجہد کا نتیجہ ان آئینی ترامیم کی صورت میں نکلا۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ختم نبوت کے پروانوں نے جو قربانیاں دی تھیں آخر کار وہ ان رنگ لایا اور قادیانی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جو ہڑوں چماروں، ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں کے زمرے میں شامل ہوگئے۔ اور اس طرح ۷ ستمبر کا دن تاریخ کے اوراق میں ایک یادگار اور تاریخی دن کی حیثیت سے محفوظ ہوگیا۔

ہم ان ہزاروں شہدائے ختم نبوت کو جنہوں نے سرکار دو عالم، رحمت اللعالمین، محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے اپنی قیمتی جانوں کا تحفہ پیش کیا دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین اور ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں ؎

سلام اُن پر جو ختم نبوت کے تھے شیدائی
سلام اُن پر کہ جن کی جرأتِ رندانہ کام آئی

سلام ان پر جنہوں نے شعلوں پر کھڑے ہو کے کہا بھائی تھیں
سلام ان پر جنہوں نے گولیاں سینوں پہ کھائی تھیں

سلام ان پر کہ جن کی غیرتِ ایمانی تھی زندہ
سلام ان پر قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ

جناب صدر! قوم آپ سے جواب مانگتی ہے؟

جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب! آپ مرتد اعظم چوہدری ظفر اللہ کی عیادت کے لیے گئے کیا آپ نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کون ہے؟

—— یہ وہی ہے ——

○ —— جس نے بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز نہیں پڑھی اور پوچھنے پر کہا کہ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھو یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔

○ ـــــ جنکی وجہ سے تقسیم کے وقت گورداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل نہ ہو سکا۔
○ ـــــ گورداسپور نہ ملنے کی وجہ سے پاکستان کشمیر جنت نظیر سے ـــــ اور اہل کشمیر آزادی کی نعمت سے محروم ہو گئے۔
○ ـــــ جس کے امام اور پیشوا نے اکھنڈ بھارت کی پیشگوئی کی اور اپنے پیروکاروں کو کہا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ دوبارہ ایک ہو جائیں۔
○ ـــــ جس کی وجہ سے ۱۹۵۳ء میں صرف لاہور شہر کے اندر دس ہزار شمع ختم نبوت کے پروانوں کا خون بہایا گیا۔
○ ـــــ جس نے اپنے دور وزارت میں مسلمان اکثریت کے تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے حقوق پر شب خون مار کر ان کی جگہ ہزاروں قادیانیوں کو بھرتی کیا۔
○ ـــــ جس نے بقول (بانیٔ نوائے وقت جناب حمید نظامی مرحوم) پاکستانی سفارت خانے قادیانیت کے تبلیغی اڈے بنا دیے۔
○ ـــــ اور جس کے خاندان نے مجاہد ختم نبوت عاشق رسول مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کرا کے شہید کرا دیا۔
ـــــ جس پر طے شدہ اور مسلمہ بات ہے کہ چوہدری مذکور مرتد ہی نہیں غدار اعظم بھی ہے تو آپ ایک مرتد اور غدار کی تیمار داری کے لیے کیوں گئے؟

پوری قوم آپ سے اس سوال کا جواب مانگتی ہے۔

ہوا کیوں نہ مر کے رسوا ہوا کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

لاہور (نمائندہ ختم نبوت) مشہور سامراجی دلال اور ملت اسلامیہ کا غدار چوہدری ظفر اللہ مسلسل بے ہوش ہے۔ غذائی ضرورت پوری کرنے کے لیے گلوکوز چڑھایا جا رہا ہے۔ جو جھاگ کی صورت میں منہ کے ذریعے باہر نکل رہی ہے اور پیشاب بھی بستر پر نکل رہا ہے۔ قادیانی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم وہاں پہنچی ہوئی ہے۔ جس نے اپنی تمام توانائیاں اس بات پر صرف کر دی ہیں کہ کسی طرح منہ سے غلاظت نکلنا بند ہو جائے لیکن انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لاہور کے قادیانیوں نے اس ذلت و رسوائی سے نکالنے کے لیے خیرات کے نام پر دیگیں بھی چڑھا رکھی ہیں۔ ڈاکٹروں کی ٹیم نے چوہدری صاحب کے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کی ملاقات پر بایں طور پر یہ کہہ کر پابندی لگا دی ہے کہ خطرناک مرض کی وجہ سے چھوت چھات کا اندیشہ ہے۔ ایک قادیانی جو زیارت کے لیے گیا جب اسے بتایا گیا کہ خراب صورتحال کی وجہ سے ملاقات نہیں ہو سکتی تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا کہ "اللہ تو اسے مار کر ہی ذلیل و رسوا کر دیتا، مرنے سے پہلے رسوا کر کے جیتے جی کیوں رسوا کر رہا ہے"۔ یہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مرض ہیضہ سے مرا تھا۔ اور اوپر نیچے کے دونوں راستوں سے پڑی پڑی ہو رہی تھی۔ اس کی مرض ہیضہ سے موت کو کسی پنجابی شاعر نے یوں نظم کیا ہے

مرض ہیضہ تھیں ہو لاچار ے
مرزا مویا منگل وار

انتہائی مرزا محمود کی بھی آخری دنوں میں یہی حالت ہو گئی تھی بلکہ اس کے بارے میں مشہور روایت ہے کہ وہ کتے کی طرح ...... کر رہا تھا۔ اس کی حالت کے پیش نظر اس کو ایک کمرے میں محبوس کر دیا تھا جہاں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

بہر حال چوہدری ظفر اللہ کی یہ ذلت و رسوائی قادیانیوں کے لیے درس عبرت ہے کیا اس پر بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں؟

●● ـــــ

قسط اول

آزادی ایک نعمت ہے —— عبدالمتین قریشی حیدرآباد

تحریک آزادی کی ایک خونچکاں داستان

تاریخ برصغیر کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آزادی ایک نعمت عظیمہ ہے اس لیے کہ انگریز جو برصغیر میں سوداگر کے روپ میں آیا۔ آہستہ آہستہ اس نے ہندوستان کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے یہاں کے بسنے والوں پر وہ ظلم برپا کیے کہ خدا کی زمین بھی کانپ اٹھی۔ ادھر یہ مال کی تجارت کرنے والی ایسٹ انڈیا کمپنی انسانی ذہنوں کی تجارت کرنے لگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ انگریز کے منحوس قدم ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندوستانیوں کے دلوں میں مذہب کا احترام بہت زیادہ تھا۔ اسی وجہ سے یہاں کے رہنے والے علماء کا صمیم قلب سے احترام کرتے تھے۔

سید احمد شہیدؒ نے جو انگریز اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا اس جہاد میں ایک ایک مجاہد عالم کے اسی اسی ہزار مریدوں نے حصہ لیا۔ اور مسلمان مجاہد اپنی تنخواہ یا آمدنی کا ایک حصہ استحقاقیہ کیمپ (سید صاحبؒ کا مرکز جہاد) میں جمع کراتے اور وقفہ وقفہ سے چھٹی لے کر باقاعدگی سے جہاد میں شرکت کرتے تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے ہاں جہاد ہی وہ عنصر ہے جس کا نام سن کر ان کا خون جوش مارتا ہے۔ اور یہ ہتھیلی پر جان رکھ کر نتائج سے بے پرواہ خود کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اور میدان جنگ میں اتر آتے ہیں۔ تاریخ ایسی مثالوں سے لبریز ہے یہی وجہ ہے کہ یہ گورے ساہوکار (انگریز) جب ہندوستان پر قابض ہوئے تو انہوں نے ہر قوم کو دبا لیا مگر مسلمان ان سے نہ دبے اس لیے لندن سے ایک کمیشن تشکیل دے کر بھیجا جو کہ اس کام پر مامور کیا گیا تھا کہ وہ اس امر کی تحقیق کرے کہ مسلمان قوم آخر ہماری تابعداری کے لیے تیار کیوں نہیں۔ اس کمیشن نے تحقیق کے بعد رپورٹ مرتب کی کہ مسلمانوں کے ہاں مسئلہ جہاد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ختم کیے بغیر اس قوم پر کنٹرول کرنا مشکل ہے۔

۱۸۷۰ء اس وقت کے برطانیہ کے وزیر اعظم نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے قرآن مجید کو اٹھا کر کہا کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے ہم مسلمانوں پر کنٹرول قائم نہیں کر سکتے یہ کہنے کے بعد اس نے قرآن مجید کو اوپر سے زمین پر پھینک دیا۔ مسلمانوں پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے انہوں نے مختلف طریقے وضع کیے۔

(۱) مسلمانوں کو جاہل رکھا جائے۔
(۲) مذہب اور علماء سے متنفر کیا جائے
(۳) ان کو سپاہی بنایا جائے۔

جاہل رکھنے کے لیے منصوبہ بندی

اس موضوع سے پہلے ہندوستان کی تعلیمی حالت پر سرسری نظر ڈال جائے۔ تاریخ برطانوی ہند میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے ہر موضع میں بچے بالعموم لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ حساب میں ان کو خاص مہارت ہوتی ہے۔ جس جگہ ہم نے قبضہ بنگال کے پرانا نظام توڑ دیا وہاں سے گاؤں کا سکول بھی غائب ہو گیا۔ آؤ ان سادہ خام ہندوستانیوں کی تعلیم ختم کر دو۔ ان کے فکر و تدبر کے سرچشموں کو خشک کر دو۔ تاکہ یہ بہتر مزدور ثابت ہوں اور ابدالآباد تک کے لیے ان کی قسمت پر غلامی کی مہر لگ جائے یہ تھا نظریہ خود غرض کمینہ طبیعت گورے ساہوکاروں کا جو تجارت کے سالانہ قزاقی بھی کرتے تھے۔ انڈین ریفارم سوسائٹی نے جو ۱۸۵۳ء میں انگلستان میں قائم تھی اپنے رسالہ میں لکھا تھا کہ ہندوؤں کے زمانہ میں ہر موضع میں ایک مدرسہ ہوتا تھا ہم نے چونکہ دیہاتی کمیٹیوں اور میونسپلٹیوں کو توڑ دیا تو اس سے ان کے باشندے مدارس سے بھی محروم ہو گئے اور ہم نے ان کی جگہ کوئی چیز تعمیر نہیں کی۔ روشن مستقبل ص ۳۸ سلطان محمود تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدرسے تھے۔ شہر ٹھٹھہ (سندھ) میں چار سو کالج مختلف علوم و فنون کے تھے۔

سر ولیم ہنٹر نے لکھا کہ قبل اس کے کہ ہندوستان ہمارے ہاتھوں میں آئے مسلمان نہ صرف سیاسی اعتبار سے بلکہ ذہن و فراست کے اعتبار سے بڑی قوت رکھتے تھے ان کا نظام تعلیم بڑا اعلیٰ تھا۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود انگریز کے محض مسلمانوں کو اپنا غلام بنانے کے لیے نظام تعلیم کو یکسر بدل دیا۔ کیونکہ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی قوم اپنا تشخص برقرار رکھ سکتی ہے۔

اب ان کے سامنے سوال پیدا ہوا کہ کیا دفاتر کے کلرک بھی لندن سے بلوائے جائیں گے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ہندوستانیوں کو تعلیم دی جائے۔ اس کے لیے انہوں نے لارڈ میکالے کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا اجلاس ۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو ہوا جس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے لارڈ میکالے نے کہا کہ ہم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا میں مترجم ہو جو رنگ اور خون کے اعتبار سے ہندوستانی اور دل اور دماغ کے

لحاظ سے انگلستانی ہو، دوسرا طریقہ مسلمانوں کو مذہب سے بیزار کرنے کا تھا اس کے لیے انگریز نے مختلف ہتھیار آزمائے۔

مثلاً اسلام پر عیسائی پادریوں ذریعہ اعتراضات سے پر لٹریچر کی اشاعت عیسائی پادریوں کو کھلی چھٹی اور مسلمان علماء پر پابندی کہ وہ اس لٹریچر کا کوئی جواب نہ دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے دعوئے نبوت محض اس لیے کرایا کہ مسئلہ جہاد ختم کیا جا سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود تحریر کرتا ہے کہ

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ و قتال

ملکہ وکٹوریہ کے نام خط تحریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی ملکہ کو یقین دلاتا ہے کہ جیسے جیسے میرے ماننے والوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ایسے ایسے مسئلہ جہاد کے منکرین میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

مرزا کی نبوت تسلیم کرانے کی انگریزی چال

مسلمانوں میں غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کرانے کے لیے انگریز نے ایسے وقت میں جبکہ مسلمان علماء پر پابندی تھی کہ وہ عیسائی پادریوں کی طرف سے اسلام پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب نہ دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اجازت دی کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دے۔ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا وقار قائم کیا جا سکے اور اس کو نبی تسلیم کرا کے مسئلہ جہاد کا انکار کیا جا سکے۔ اور یہ امر واقع ہے کہ شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائی پادریوں کی طرف سے اسلام پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب کتابی شکل میں دیا

جس کی وجہ سے بعض علماء نے اس کی تعریف بھی کی جس کو آج کل قادیانی بڑے شد و مد کے ساتھ لوگوں کو دکھاتے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ یہ تعریف جب کی ہے جب مرزا نے دعوئے نبوت نہیں کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انگریز نے خود مسلمانوں میں اپنے کچھ گماشتے ایسے چھوڑے جو کہ لوگوں کو علماء سے

مشتہر کیا کرتے تھے تاکہ جب لوگ مذہبی لوگوں سے دور ہو جائیں گے تو خود بخود آہستہ آہستہ وہ مذہب سے بھی دور ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک منظم پروگرام کے تحت لوگوں کو عیسائی بنانے کی بھی کوشش کی گئی۔ ایک طرف اسلام پر اعتراضات سے بھرے لٹریچر کی اشاعت دوسری طرف عیسائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج یعنی اس وقت جب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا سورج غروب ہو رہا تھا شاہان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر اس زوال سلطنت کا پر حسرت منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس پر خطر زمانہ میں دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر عصر اور مغرب کے درمیان ایک مسیحی پادری، فنڈر، عوام الناس کے سامنے دین عیسوی کی خوبیوں اور بزعم خود اسلام کی کمزوریوں پر تقریر کیا کرتا تھا پادری فنڈر تنہا نہ تھا بلکہ لندن سے اس کے ساتھ مسیحی مبلغین اور پادریوں کی ایک جماعت تھی جو اس امر کا بیڑا اٹھا کر ہندوستان آئی تھی کہ مسیحیت کی تبلیغ اور اشاعت یہاں اس طرح کرے کہ اسلامی سلطنت کے زوال کے ساتھ یہاں اسلام بھی مغلوب ہو جائے اور مسیحیت یہاں جڑیں پکڑ لے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی جو حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے تھے اور اس وقت خاندان ولی اللّٰہی سلسلہ میں منسلک ہو کر دینی تعلیمی اور تبلیغی خدمت سرانجام دے رہے تھے، علماء کے مشورہ سے پادری فنڈر سے مقابلے کے لیے مامور کئے گئے۔ مولانا نے پہلے اس سے خط و کتابت کی پھر اس کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا۔ ہندو، مسلمان، انگریز مقابلہ کے حکم قرار پائے۔ اکبر آباد آگرہ میں مناظرہ طے پایا جو رجب ۱۲۷۰ھ میں یعنی ۱۸۵۳ء عیسوی میں فیصلہ کن اور عظیم الشان مناظرہ تھا مولانا رحمت اللہ نے اللہ کے فضل سے اس تین

روزہ مناظرہ میں پادری فنڈر کو ایسی شکست دی کہ اس جلسہ عام میں بجز تسلیم کے پادری فنڈر کو کچھ نہ بن پڑا کہ انجیل جو ہمارے ہاتھوں میں ہے تحریف شدہ ہے۔

اس لاجواب مسئلہ میں لاجواب ہونے کے بعد پادری فنڈر اسی روز شب کی تاریکی میں ایسا غائب ہوا کہ ہندوستان

ممبری یا مجبر نظر آیا۔ جو تھے روز حسب عادت جلسہ منعقد ہوا مگر فنڈر غائب تھا اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ صاحب نے دار العمارات میں کلکتہ سے شوشا لوگوں کے پاس اور خصوصاً سرکار کے ملازمین کے پاس خطوط روانہ کئے جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوستان میں ایک عملداری ہوگی۔ تار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہوگئی ریلوے سے سب جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی اس لیے آپ کو بھی صرف ایک مذہب عیسائی میں داخل ہو جانا چاہیے۔

ان خطوط کے آنے سے سب پر دہشت طاری ہوگئی خوف کے مارے سب کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ سب کو یقین ہو گیا کہ ہندوستانی جس چیز کے منتظر تھے آخر وہ آ ہی گئی۔ اب ہمارے سرکاری ملازمین کو عیسائی بننا پڑے گا۔ سرکاری ملازمین ان خطوط کو شرم کی وجہ سے چھپاتے پھرتے تھے کیونکہ ان کے دوست ان کو طعن کرتے تھے اور وہ یقین کرتے تھے کہ سرکاری ملازموں کو ایک دن کرسچان بننا پڑے گا۔ (اسباب بغاوت ہند صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

اس قسم کے جذبات کا سلسلہ جو ہندوستان کے انگریز ملازمین سے لے کر پارلیمنٹ کے ممبران تک قائم تھا اس کا اندازہ مسٹر ملیکس ممبر پارلیمنٹ کی مندرجہ ذیل تقریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے ۱۸۵۷ء کے آغاز میں پارلیمنٹ کے دار العوام میں کی تھی۔ جس نے آتش جہاد کو مشتعل کرنے میں خاص اثر کیا۔ مسٹر منگلیس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے۔ تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام میں صرف کرنی چاہیے اور اس میں کسی قسم کا تساہل نہ کرنا چاہیے۔

(محکومت خود اختیاری)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
"نہ اپنے بھائی کو شبہ میں ڈالو نہ اس سے مزاح کرو نہ ایسا وعدہ کرو جس کے وہ وعدہ خلافی کرو۔"

حضرت امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ

تحریر: حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

"سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور پاکستان" کے نام سے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیب زاہد منیر عامر کی ایک کتاب جو تصنیف کی ہے حضرت مولانا تاج محمود صاحب نے اس کتاب کا مقدمہ "شاہ جی" کو برکت کی مناسبت سے اس کا کچھ حصہ بطور پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اُن نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے تھے جو خال خال دنیا میں پیدا ہوتی ہیں یوں تو سائنس، ریاضی، تاریخ، ادب، طب، فلسفہ اور روحانیت میں بڑے بڑے نامور لوگ ہو گزرے ہیں اور اب بھی کرۂ ارض پر علوم و فنون کے شناوروں سے خالی نہیں ہے لیکن شاہ جیؒ کو جو انفرادیت امت مسلمہ میں عطا کی گئی تھی اس کی مثال خیر القرون کو چھوڑ کر ملنا مشکل ہے۔

برصغیر کا بدترین زوال زدہ دور وہی دور ہے جو دورِ غلامی کہلاتا ہے تحریک آزادی کے بانی اوّل شہید حریت کفن بردوش سراج الدولہ مرحوم، ترکش اسلام کے خدنگ آخرین، پیکر غیرت سلطان ٹیپو مرحوم، قرونِ اولیٰ کے مجاہدوں، غازیوں اور شہیدوں کے نقش پا پر چلنے والے بالاکوٹ کے غازیوں، مجاہدوں اور شہیدوں کی جماعت۔ ۱۸۵۷ء میں آخری طور پر جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کرنے والے مظلوموں کی یکے بعد دیگرے وقفہ وقفہ سے شہادت اور شکست کے بعد برصغیر پر انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ مکمل ہو گیا۔

اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن فرنگی نے برصغیر کے باسیوں کو غلامی کے طوق و سلاسل میں جکڑ کر بے بس اور بے کس کر دیا۔ نہ صرف بے شمار مجاہدین آزادی کو تانبے کی گرم سلاخوں سے داغ دے کر المناک موت مارا، بہت سے کو بھٹیوں میں جلا کر بھسم کر دیا، پختہ دیواروں میں چن چن کر زندہ درگور کیا، سوروں کی کھالوں میں سی کر دھوپ میں پھینک کر دردناک طریقہ سے ختم کیا، برسر بازار پھانسیاں دیں، دیگر جسمانی طور پر شہید کیا بلکہ مختلف ہتھکنڈوں سے پوری قوم کی روحیں اور ضمیر قتل کر دیئے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی المیے کا مرثیہ ان الفاظ میں لکھا ہے

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

یہ عجیب نظام قدرت ہے اور مادی ادراک سے شانِ خداوندی بات ہے کہ فرنگی کی غلامی ظلم اور تشدد کے زمانہ میں ایسی ایسی شاہکار ہستیاں برصغیر میں پیدا ہو گئیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ، تبع تابعینؒ یا اس کے بعد کی بعض ہستیوں کو چھوڑ کر ان کی مثال پوری امت کی تاریخ میں نہیں ملتی پھر اس دور میں جو مثالی ہستیاں غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے اور مسلمانوں کے نکبت و ادبار کے خاتمہ اور اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لیے سامنے آئیں ان میں بھی شاہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کے مصداق ہر شخصیت کی نوعیت اور افادیت مختلف رکھی گئی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مجموعی حیثیت سے اس فہرست کے صفِ اوّل کے شہبازوں میں سے تھے۔ اور قدرت نے ان کی ہستی کو مجموعی حیثیت سے بیک وقت گلشن امت محمدیہ کا گل سرسبد اور گلستان ملت اسلامیہ کا بلبل رنگیں نوا بنایا تھا۔

شاہ جیؒ نصف صدی تک تقریر و انداز میں اپنی خوابیدہ بلکہ مردہ قوم کو زندہ اور بیدار کرنے کے لیے اور احساس، رگوں میں خون کی گردش کو تیز سے تیز تر کرنے کے لیے قریہ قریہ، بستی بستی اپنے سحر طراز نغمے بکھیرتے رہے ان کی قرآن خوانی جس پر غار حرا کی صدائے بازگشت کا شبہ ہوتا تھا، ایک مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لیے مسیحائی کرتی رہی۔ وہ سراج الدولہ مرحوم کی جوانمردی، سلطان ٹیپوؒ کی شہادت اور شہدائے بالاکوٹؒ کی مظلومیت اور برصغیر کے مسلمانوں کے جسمانی اور اخلاقی قتل کا دردناک تذکرہ، ۱۸۵۷ء کی بربادی کا نقشہ ایسے کربناک الفاظ میں پیش کرتے کہ اپنے دل کا درد اور کرب اپنے سامعین کے دلوں میں منتقل کر دیتے وہ جہاں جہاں

سے گذرتے تحریک آزادی کے الاؤ روشن کرتے جاتے انھوں نے ساری عمر جیل اور ریل کی نذر کر کے فرنگی کی خانہ بربادی کر دی جو بالآخر بوریا بستر باندھ کر ۱۹۴۷ء میں یہاں سے چلا گیا۔

شاہ جیؒ نے فرنگیوں کے خلاف میدان جہاد میں اترتے ہی دعا کی تھی کہ اے اللہ میری دیکھتی آنکھوں کے سامنے میرے ملک سے فرنگی نکل جائے یا پھر مجھے تختہ دار کی موت نصیب ہو۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ۱۹۴۷ء میں ان کی دیکھتی آنکھوں کے سامنے فرنگی ان کا مداری اپنا پٹاری اٹھا کر چلا گیا۔

افسوس صد افسوس وہ پہلے ہی مسلمانوں سے قربانیوں کی صورت میں آزادی کی بے بہا قیمت وصول کر چکا تھا لیکن جاتے جاتے پھر وہ ہم سے آزادی کی مزید اتنی بڑی قیمت وصول کر گیا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاید ملتی ہو۔ بہر حال ملک آزاد ہو گیا تکوین الٰہی کے مطابق بھارت اور پاکستان دو ملکوں کی صورت میں آزاد ہوئے۔ شاہ جیؒ خوش تھے کہ بالآخر ان کے سامنے لاکھوں مجاہدین آزادی کا قاتل چلا گیا لیکن انہیں ایک گونہ صدمہ بھی تھا کہ انگریز برصغیر کے مجاہدین آزادی کے خون کا حساب چکا کر جانے کی بجائے الٹا پنجاب، بنگال اور آسام کو کند چھری سے ذبح کر کے ان کا ایک ایک ٹکڑا بہتے ہوئے خون کی حالت میں ہمارے سپرد کر گیا۔ دس لاکھ مظلوم مسلمانوں کو قتل کروانا اور ہزاروں معصوم بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھلوا کر بربریت کی انتہا کر دی۔ بے شمار توحید و رسالت کا اقرار کرنے والی بہو بیٹیوں کو درندہ صفت سکھوں اور ہندوؤں سے اغوا کروا کر ہماری غیرت کا جنازہ نکال دیا۔

جن میں سے آج بھی ہزاروں خواتین قبضہ کفار میں ہیں۔ اپنے زر خوروں اور بوٹ کی ٹو چاٹنے والوں کو مسلم لیگ ایسی روز بروز مقبول تر ہونے والی جماعت میں داخل ہو جانے کا اشارہ کر کے ان طرّوں کی زیب و بقا اور آرائش کا اہتمام ان کی جاگیروں کی حفاظت اور بحالی کا انتظام کر کے انہیں اپنے دشمنوں اور حریفوں یعنی جنگ آزادی کے پروانوں کی کردار کشی کی ڈیوٹی سپرد کر گیا۔

انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کے برگ و بار قادیانی ترکی ٹوپیاں پہن کر مسلم لیگ میں گھسے ہوئے کمیونسٹ اور انگریزوں کے ازلی زر خوار ٹوڈی جاگیردار یہ تمام طبقات مسلم لیگ میں شامل ہو گئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ مجلس احرار اسلام کو لیگ کے قریب نہ آنے دیا بلکہ شاہ جیؒ کی کردار کشی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کو اپنا وظیفہ حیات بنا لیا اور لیگ اور احرار کے درمیان [illegible] کے کھار روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کی مرزائیوں کا حسب معمول [illegible] پسند جماعتوں کے خلاف گندے کارٹون اور منافرت انگیز مواد شائع کرتا۔ اس نے ایڑی چوٹی تک زور لگایا کہ احرار اور لیگ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہ ہو جائیں بلکہ ان پر جھوٹ الزام تراشی کے طومار باندھ دیتے حالانکہ احرار نے اپنے سیاسی مائے اور قوت کو ایک گونہ قرار داد پاکستان کے ذریعہ مسلم لیگ کے پلڑے میں ڈال کر خود لیگ اور کانگریس کی جنگ میں غیر جانبدار ہی نہیں بلکہ اپنا اختیار تک مسلم لیگ کو دے دیا تھا۔ ملک تقسیم ہو گیا لیکن انگریزوں کی معنوی اولاد قادیانیوں جو مسلم لیگ کے قلعہ میں بیٹھ کر اصل سمت تیر چلانے کی بجائے احرار کے سینے چھلنی کرتے رہے تھے۔ تقریباً کمیونسٹوں سے انگریزوں کے ازلی ابدی زر خوار جاگیرداروں کی ناپاک مساعی کامیاب ہو گئیں۔ اور انگریزوں کے خلاف نصف صدی تک بے جگری سے جہاد آزادی میں حصہ لینے والے اور انگریزوں کے خلاف ہندوؤں کے بالمقابل دلیرانہ قربانیاں دے کر مسلمانوں کا سر اونچا کرنے والے احرار اور ان کے قائد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

قیام پاکستان کے بعد شاہ جیؒ نے سیاسی راہنمائی کی ایک گونہ ہار تسلیم کی۔ قائد اعظمؒ کے متعلق کھلے الفاظ میں اعتراف کیا کہ قوم نے انہیں کثرت رائے سے مسلمانوں کے مستقبل کا لیڈر اور راہنما تسلیم کر لیا ہے یہاں تک کہ شاہ جیؒ نے ملک کے مستقبل کی تعمیر کے لیے احرار کو راستے سے ہٹا لیا۔ تمام ذمہ دار اور شریف لیگیوں نے احرار کے فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ لیکن لیگ کے قلعہ کے اندر سے احرار پر تیر اندازی کرنے والے تین گروپ قادیانی، کمیونسٹ اور انگریزوں کے بوٹ کی ٹو چاٹنے والے اپنے کام میں مصروف رہے اور انھوں نے اس سرعت سے احرار اور شاہ جیؒ کی کردار کشی کرنے والوں اور ان کو ہدف بنانے والوں کا ایک وسیع حلقہ پیدا کر دیا۔

مجلس احرار اور مجلس تحفظ ختم نبوت میں لکھنے والوں کی کمی نہ تھی۔ انہوں نے بہت کچھ لکھا خود شاہ جیؒ کی متعدد سوانحی یادداشتیں باربط اور بے ربط کتابچے شائع ہوئے۔ لیکن ان میں زیادہ تر شاہ جیؒ کی شخصیت اور ان کی ساحرانہ خطابت کا تذکرہ موضوع بحث رہا ان کی جادو بھری آواز کے اوصاف وہ کس طرح مجمع کو ایک لمحہ میں ہنسا دیتے اور دوسرے لمحہ رلا دیتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ انہوں نے مسلمان قوم کو جگانے کے لیے کس طرح جیل اور ریل میں زندگی گزار دی۔ مقدمات میں کس طرح کوہ استقامت ثابت ہوئے۔ یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دینے والے شیر خوار بچے کی طرح ایک سنگین مقدمہ میں خدائے قدوس کی غیبی امداد سے لعل رام رپورٹر کس طرح شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا کی تصویر بن گیا۔ شاہ جیؒ کی عشق رسولؐ سے ڈوبی ہوئی للکار سے کس طرح غازی علم دین شہید خنجر بکف ہوا اور راجپال کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی سزا دے دی۔ ۱۹۵۳ء میں کس طرح پوری قوم کو نظریہ پاکستان سے منحرف قیادت کے سامنے فولادی دیوار بنا کر کھڑا کر دیا۔ دس ہزار شہیدوں کا تذکرہ آیا۔ ان کے قاتلوں کی اقتدار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم ہونے کے تذکرے لکھے گئے۔ جن گستاخوں کے بالمقابل شاہ جیؒ کی سختی اور عدم مصالحت کی پالیسی اپنے غریب رضا کاروں پر شفقت اور محبت کے قصے لکھے گئے۔ لیکن کسی اہل قلم کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ وہ قادیانیوں، کمیونسٹوں اور انگریزوں کی معنوی ذریت کی شاہ جیؒ کے خلاف الزام تراشیوں کے خلاف قلم اٹھاتا۔ ان الزام تراشوں کے چہروں سے نقاب اٹھاتا اور مسلم لیگ سے شاہ جیؒ کے برادرانہ اور حیات اور سیاسی اختلاف کی حقیقت کا اظہار کرتا۔

باقی صـ پر

لندن میں

مسلمانوں کے متفقہ واجماعی عقیدے حیات مسیح کے عقیدے پر مرزائی حملہ

منہ توڑ اور دندان شکن جواب

حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر۔ انگلینڈ

روزنامہ جنگ، المنار اور دوسرے لندن میں شائع ہونے والے اخبارات میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد اور دیگر قادیانی زعماء کے بیانات سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے مراسلات میں نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اس عقیدے کی تبلیغ و تشہیر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور جن لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور دوبارہ تشریف لا کر امت محمدیہ کی نصرت فرمائیں گے وہ غلطی پر ہیں اور ان کا یہ عقیدہ جاہلانہ عقیدہ ہے نیز قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ، وقت کے مسیح موعود ہیں۔

اس پروپیگنڈے کی عام تشہیر کے بعد ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس عقیدہ کو دو ٹوک الفاظ میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر راقم نے فوراً اس کا جواب روزنامہ جنگ لندن روانہ کر دیا تھا تاکہ اسلامی عقائد بھی عوام الناس کے سامنے واضح ہو جائیں مگر نہایت افسوس ہے کہ آج اس بات کو ۳ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہمارا مضمون اشاعت سے محروم ہے۔ اسی مضمون کو ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں شائع کیا جا رہا ہے۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ کوئی اختلافی یا ظنی عقیدہ نہیں بلکہ قرآن کریم، احادیث کریمہ اور صحابہ کرام سے لے کر سیدنا مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور بعد کے تمام اکابر امت کا یہ اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اس مسئلہ کو صرف جزئی کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا۔ محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی ثم مہاجر مدنی لکھتے ہیں کہ:

واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اس لحاظ سے تمام انبیاء میں ممتاز ہے کہ ان کے جزئی جزئی واقعات کو بھی قرآن کریم نے ایک اصولی معاملہ کی سی اہمیت دی ہے۔ مثلاً ان کی ولادت کا معاملہ ایک جزئی معاملہ ہے مگر ان کی ولادت کو بھی قرآن کریم نے بڑی اہمیت سے ذکر کیا ہے یعنی فرشتہ کا بصورت بشر آنا اور ان کی آمد کی غرض و غایت بتانا اس پر حضرت مریم علیہا السلام کا نا کتخدائی کی حالت میں ولادت پر تعجب فرمانا پھر فرشتہ کا جواب اس کے بعد اللہ کے گریبان میں دم کرنا یہ سب تفصیلیں ذکر کی ہیں حتیٰ کہ ان کی والدہ کا درد زہ میں مبتلا ہو کر ولادت اور اس کے بعد … ظاہر ہے کہ ان سب معاملات میں سے کس معاملہ کو اصولی اور بنیادی کہا جا سکتا ہے؟ مگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی ایسی ہے جس کو آپ صرف ایک جزئی معاملہ کہہ کر ٹال سکتے ہوں۔ اور جس پر عقیدہ رکھنا کوئی ضروری بات نہ ہو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے اہم واقعہ کو صرف ایک جزئی معاملہ کہہ کر آپ عقائد کی فہرست سے خارج کر سکتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ شروع سے لے کر آج تک کتب عقائد میں اس مسئلہ کو بھی دیگر عقائد کے ساتھ ایک عقیدہ ہی شمار کیا گیا ہے حتیٰ کہ محدثین نے جو مصنفات ترتیب دیں گو ان کو عقائد کی شکل پر مرتب نہیں فرمایا ان کے مقاصد دوسرے ہیں لیکن اس کے باوجود امام مسلمؒ نے جن کی کتاب کو بجا طور پر بخاری شریف پر بھی فوقیت دی گئی ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ابواب ایمان کا ایک جزو قرار دیا ہے یہ کہنا کتنی کم نظری ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ چونکہ ایک جزئی مسئلہ سمجھا گیا ہے اس لئے عقائد و ایمانیات کا مقام حاصل نہیں ہو سکا۔ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

موجودہ دور کے مبصرین کی نظر یہاں ایک اور واضح حقیقت سے بھی چوک گئی ہے وہ صرف اسی بحث میں الجھ کر رہ گئی ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی خبر صرف ایک پیش گوئی ہے اور جس طرح دیگر پیش گوئیاں صرف صداقت رسول کا ایک معیار ہوتی ہیں یہ بھی اسی نوع کی ایک پیش گوئی ہے۔ لہٰذا جو امت رسول کی تصدیق پہلے سے کر چکی ہے اس کے حق میں اس کی اہمیت کیا ہے اور اس غلط فہمی کی بنا پر انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصل دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہاں کو یہ علم ہی نہیں کہ اس پیش گوئی کو ایک اصولی اہمیت بھی حاصل ہے کیونکہ اہل کتاب کی دو مرکزی جماعتوں کا … نزولات میں پیش گوئی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

کتب سابقہ میں دو مسیح کے آنے کی پیش گوئی کی گئی تھی

ایک مسیح ہدایت کا جس کے مصداق سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور دوسرا مسیح ضلالت کا جس کا مصداق دجال ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو یہود بے بہبود نے ان کو نعوذ باللہ مسیح ضلالت کا مصداق ٹھہرا لیا اور اس لیے ان کی ایذا رسانی اور قتل کے درپے رہے اور جب مسیح ضلالت یعنی دجال ظاہر ہوگا تو اس کو مسیح ہدایت کا مصداق ٹھہرا لیں گے یہی وجہ ہے کہ تمام یہود بے بہبود دجال کی اتباع کریں گے۔ اس کے برعکس نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مسیح ہدایت کا مصداق مانا مگر حد سے بڑھا کر ان کو اقانیم ثلاثہ کا ایک جز بنا لیا۔ اب یہاں ان دونوں بڑی بڑی جماعتوں کو جو بسیط ارض پر پھیلی پڑی ہے ایک مسیح کی آمد کا انتظار لگ رہا ہے یہود کو تو اس لیے کہ ان کے نزدیک مسیح ہدایت کی جو پیش گوئی کی گئی تھی اس کا ظہور ابھی باقی ہے لہٰذا مسیح ہدایت کو آنا چاہیے۔ اور نصاریٰ کو اس لیے کہ ان کے زعم میں وہی مسیح دوبارہ آکر مخلوق کا حساب لیں گے اور یہی دن قیامت کا دن ہوگا۔ دیکھئے الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ص ۱۸۱ ج ۳)

اس مسئلے پر بحث کے وقت اگر اس اہم تاریخ کو بھی سامنے رکھ لیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا کہ اس پیش گوئی کی حقیقت صرف ایک پیش گوئی کی ہے اور نہ ایک جزئی واقعہ کی بلکہ اس کا تمام تر تعلق اصول دین کے ساتھ ہے کیونکہ رسالت اور قیامت کے دونوں مسئلے اصولی مسئلے ہیں اور اس مسئلہ کو ان دونوں سے گہرا تعلق ہے یہاں یہودیوں کی یہ گمراہی کتنی اصولی گمراہی ہے کہ انہوں نے مسیح ہدایت یعنی خدا تعالیٰ کے ایک سچے رسول کو (معاذ اللہ) مسیح ضلالت یعنی دجال ٹھہرا لیا اور نصاریٰ کی یہ گمراہی بھی کتنی اصولی گمراہی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک رسول کی آمد کو خدا کی آمد اور اس کی آمد کے دن کو یوم قیامت سمجھ رکھا ہے۔ ان دو اصولی غلطیوں کی اصلاح پر دنیا کی ان دو بڑی بڑی قوموں کے ایمان کا دارومدار ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی پیش گوئی کی وہی اہمیت محسوس فرمائی ہے جو کسی اصولی معاملہ کی جا سکتی ہے اور مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کی ایسی تفصیلات بیان فرما دی ہیں کہ پیشگوئی شدہ ان دونوں کے ظہور کے وقت ان کی شناخت میں دونوں قوموں کو کوئی مغالطہ نہیں لگ سکتا۔ یہود آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ جس کو انہوں نے مسیح ضلالت سمجھا تھا (معاذ اللہ) درحقیقت وہی مسیح ہدایت تھے اور نصاریٰ کو یہ خوب ثابت ہو جائے گا کہ جس کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرا لیا تھا درحقیقت وہ اس کا ایک بندہ اور اس کی مخلوق تھا اور ان کی آمد قیامت کا دن نہیں بلکہ اس کی ایک بڑی علامت تھی اور یہ سب غلطیاں خود عیسیٰ علیہ السلام ہی کی زبان سے دور کر دی جائیں گی تا کہ اختتام عالم سے قبل اتحاد ملل کے راستے میں حقیقی رکاوٹیں جو ہو سکتی تھیں وہ ایک ایک کر کے دور کر دی جائیں اور ملل سماویہ کی وحدت کا وعدہ حق تعالیٰ اور صداقت سے پورا ہو جائے وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا)

ترجمان السنۃ جلد ۳)

مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء اور نزول من السماء کی پیش گوئی نہ صرف ایک پیش گوئی ہے بلکہ اس کو ایک اصولی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے اکابرین امت میں ایک بھی ایسا نہیں جو اس عقیدے کا قائل نہ ہو۔ جس طرح قرآن کریم کے بارے میں ہر دور اور زمانے کے مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو رب العالمین کی طرف سے روح الامین کی معرفت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور سچا کلام ہے اور اس تواتر کے بعد کسی شخص کے لیے گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ اس قرآن کے بارے میں ذرہ بھر شک و شبہ کا اظہار کرے اسی طرح گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر اور اہل اسلام اس بات کو تسلیم کرتے آئے ہیں کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور قدرت باہرہ سے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا اور قرب قیامت تشریف لائیں گے اور مسلمانوں کے اس تواتر کے بعد کسی شخص کے لیے گنجائش نہیں کہ وہ اس عقیدے کو [illegible] عقیدہ کہے اور اسے ایک جزئی مسئلہ کہہ کر نظر انداز کر دے۔ اس لیے کہ ہر دور کے اکابر اور ائمہ نے اسے بطور عقیدہ کے اپنایا اور عقائد کے ذیل میں شمار کیا اور اس عقیدہ کا علی الاعلان اظہار فرمایا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ) کا رسالہ الفقہ الاکبر اسلامی عقائد پر سب سے پہلا رسالہ ہے اس میں آپ نہایت وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ بن مریم من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت به الاخبار الصحیحۃ حق کائن۔ (الفقہ الاکبر)

دجال کا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع کرنا اور حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے اترنا اور دیگر علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں۔ تمام حق ہیں

حضرت الامامؒ کی ذات گرامی قدر پہلی اور دوسری صدی کی ہستیوں میں سے ہے ان کا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں اس صراحت کے ساتھ بیان کرنا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ پہلی اور دوسری صدی کے اکابر اور ائمہ بھی اس پر ایمان رکھتے تھے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھا ہے پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ پہلی اور دوسری صدی کے اکابر قرآن کریم احادیث کریمہ کو ہم سے زیادہ اور بہتر طور پر سمجھنے والے تھے۔ دین کے عالم بھی تھے۔ شریعت کے ماہر بھی۔ اسرار شریعت سے بھی واقف تھے اور رموز طریقت سے بھی آگاہ تھے۔ غیر مسلموں کے مکر و فریب اور ان کے عقائد سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ ہم ان حضرات گرامی قدر کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ انہوں نے یہ عقیدہ غیر مسلموں سے سیکھا ہوگا اور اسلامی عقائد میں درج کر دیا ہوگا (استغفر اللہ) اگر ان حضرات گرامی قدر پر سے ہی اعتبار و اعتماد اٹھ جائے تو پھر بتلایئے دین کا کیا نقشہ اور کیا خاکہ مرتب ہوگا۔

الغرض یہ عقیدہ اتنے تواتر اور تسلسل کے ساتھ پہنچا تھا کہ اس میں کسی طرح بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ ہر دور کے اکابر اور اہل اسلام کا اس پر ایمان و یقین تھا حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کا عقیدہ بھی اوائل میں یہی تھا۔ براہین احمدیہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا اس آیت میں وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا۔

اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۱۳)

مرزا صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور انہوں نے بطور دلیل کے آیت کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی نقل کی۔

جہاں تک احادیث صحیحہ، تواتر اجماع کا تعلق ہے مرزا صاحب کی تحریر میں اس کا مقام ملاحظہ کریں کیونکہ سب سے بڑے معاند کی شہادت اس میں کافی ہے۔ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی میں سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۵۵)

مرزا صاحب کی مذکورہ تحریر میں چند امور قابل غور ہیں۔

۱۔ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے (۲) کوئی پیشگوئی اس کے ہم پلہ نہیں (۳) اس کو سب نے قبول کیا (۴) تواتر کا درجہ اس کو حاصل ہے (۵) انجیل بھی اس کی مصدق ہے (۶) جو لوگ اس کو نہیں مانتے انہیں بصیرت دینی اور حق شناسی میں سے کچھ بھی حصہ نہیں دیا گیا۔

اتنی صراحت کے باوجود یہ کہنا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں نادانی اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے: مرزا صاحب ہی انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔

وزنزول از روئے تواتر آثار مرحوم امت
امت چرا کہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ
(انجام آتھم صفحہ ۱۵۸)

اور نازل ہونا عیسیٰ بن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا حوالجات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے تشریف لائیں گے جو شخص اس عقیدے کا انکار کرتا ہے وہ دراصل قرآن کریم۔ احادیث کریمہ، اجماع امت کا انکار کر کے اپنی آخرت تباہ کر رہا ہے۔ اس عقیدہ کو جاہلانہ کہنے والے علماً روح قرآن و حدیث سے جاہل و ناواقف ہیں۔

علاوہ ازیں مرزا طاہر احمد اور دیگر قادیانی رہنماؤں کا اگر یہ مفروضہ تسلیم کر لیا جائے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ وفات ہو چکی ہے اس لیے وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ ان کا مزار بھی کشمیر میں بتا دیا گیا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوگا کہ آخر جس مسیح کے دوبارہ تشریف لانے کی پیشگوئیاں قرآن کریم نے بیان کیں۔ احادیث کریمہ نے بیان کیں۔ اکابر امت نے اس پر ایمان رکھا اس سے مراد کون ہیں؟ وہ کون سی ہستی گرامی ہیں جن کے تشریف لانے سے اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ یہودیت اور عیسائیت کا خاتمہ ہوگا۔ حق کا بول بالا ہوگا باطل کا پرچم سرنگوں ہوگا۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ اس کے جواب میں قادیانی فوراً کہہ دیتے ہیں کہ جس کی پیشگوئی قرآن و حدیث نے دی ہے اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس سلسلے میں خود بانی قادیانیت کی تصانیف اور قادیانی مربیوں کے رسائل بیانات شاہد ہیں۔

ہم اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ مرزا صاحب کو مسیح کس نے بنایا؟ اور مسیح بننے بنانے کی غرض و غایت کیا تھی؟ ہم صرف ایک ہی سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اگر قادیانیوں کا یہ مفروضہ تسلیم کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی مسیح موعود ہے اور اس ساری پیشگوئیوں کا مصداق ہے تو ہمیں مرزا کی سیرت پر بھی ایک نظر کرنی ہوگی جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں فنا ہو کر کمالات عالیہ پانے کا مدعی ہے اور ایک معصوم و پاکباز اور جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لبادہ اوڑھنے کا خواہاں ہے کیا قادیانی گروہ مرزا صاحب کی داغدار سیرت پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

اس دنیا میں جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ ایک ایسی پاکیزہ سیرت و صورت کے مالک تھے کہ دوست تو دوست دشمن بھی ان کے بلند کردار، اعلیٰ اخلاق و صفات کے گن گاتے تھے۔ جب ہمارے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز کوہ صفا پر چڑھ کر اہل مکہ کو آواز دی جب سارے جمع ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا بتلاؤ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے کھلی کتاب کے مانند ہے۔ تم نے مجھے کیسا پایا۔ سچا پایا یا جھوٹا؟ سب نے بیک زبان عرض کی کہ ہم نے کوئی غلط یا جھوٹی بات آپ کے منہ سے نہیں سنی ہم آپ کو صادق اور امین جانتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے لوگو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر جرار جمع ہے اور تم پر حملہ کے لیے آمادہ ہے تو کیا تم مجھ کو صادق سمجھو گے، لوگوں نے کہا اے صادق ہم نے تجھ کو ہمیشہ الصادق الامین پایا ہے تو جو کچھ کہے گا حق و صداقت پر مبنی ہوگا کیونکہ آپ جیسے صادق کی بات جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں۔ قرآن کریم نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

چنیوٹ کے ضلع بننے سے قادیانیوں کی پریشانی

قادیانیوں کی اصل پریشانی ربوہ ہے

مولانا خدا بخش شجاع آبادی خطیب ربوہ

وزیراعلیٰ پنجاب کے حوالے سے یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ:

"عنقریب چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا جائیگا"

اس خبر سے جہاں چنیوٹ کے مسلمانوں کو خوشی ہوئی ہے وہاں یہ خبر قادیانیوں پر بجلی بن کر گری ہے اور وہ اندرون خانہ پوری پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح چنیوٹ کو ضلع کا درجہ نہ مل سکے۔ کیونکہ چنیوٹ شہر شمع ختم نبوت کے پروانوں کا مرکز ہے جب ربوہ میں مسلمانوں کا داخلہ ممنوع تھا تو یہ چنیوٹ ہی تھا جہاں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کر کے قادیانیوں کو لگام دی اور ان کا زبردست مقابلہ کیا۔ چنیوٹ کو اگر ضلع بننے کا اعزاز حاصل ہوتا ہے تو یقیناً یہ قادیانیوں کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوگا۔

ربوہ یا سرگودھا کے قادیانی اپنے اخبارات اور رسائل کے ذریعے حکومت کو مختلف ناموں سے لاتعداد مشورے دے رہے ہیں کہ چنیوٹ کو ضلع کا درجہ نہ دیا جائے کبھی کہتے ہیں کہ جو لوگ چنیوٹ کو ضلع بنانے کے حق میں ہیں ان کے دلائل کمزور ہیں اور ممکن ہے کہ

"کمزور دلائل سے حکومت ہی اپنے فیصلہ پر نظر ثانی ضروری خیال کرے"

کبھی کہتے ہیں کہ:

"چنیوٹ کی آبادی ایک لاکھ دس ہزار بتائی گئی ہے اگر اس سے کم آبادی کے شہروں کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے تو اس سے زیادہ آبادی کے بھی کئی شہر ہوں گے جن کو ایسا درجہ نہیں دیا گیا۔ اگر یہی معیار فیصلہ ہے تو چنیوٹ کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک اس سے زیادہ آبادی کے شہر ضلع نہیں بن جاتے۔"

چنیوٹ کے عوام کی اس دلیل پر کہ چنیوٹ سے ضلعی صدر مقام جھنگ کا فاصلہ ۸۵ کلومیٹر ہے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں کہ کیا ہوا جو اتنا فاصلہ ہے۔

"شکر گڑھ سے ضلعی صدر مقام سیالکوٹ کا فاصلہ ۸۵ کلومیٹر سے زیادہ ہے دلیل میں کیا وزن رہ جاتا ہے"

اور پھر اہل چنیوٹ کی اس دلیل پر کہ ضلع بننے کے بعد کالج بن جائیں گے تعلیم عام بھی ہو جائیگی اور آسان بھی، یوں رقمطراز ہیں کہ

"پاکستان کے قیام سے پہلے ہی سرگودھا ضلعی صدر مقام تھا۔ وہاں کوئی کالج نہ تھا"

اس کے بعد لکھا ہے:

"محض کالج کے لیے ضلعی صدر مقام بنائے جانے کا مطالبہ قطعاً کوئی وزن نہیں رکھتا۔ نیا ضلع کروڑوں روپے کے اخراجات چاہتا ہے۔ ہمارا ملک پہلے ہی بیرونی امداد پر انحصار ہے"

آخر میں اہل چنیوٹ کے جذبہ [illegible] تجویز پیش کی ہے کہ:

"دریا کا کچھ ان فاصلوں کا یہ حل قابل عمل نہیں کہ ضلع سرگودھا کی حد کو دریائے چناب کے مغربی کنارے تک (یعنی ربوہ تک) اس طرح بڑھا دیا جائے کہ تھانہ لالیاں اور بھوانہ شامل ہو جائیں ___ تھانہ چنیوٹ کو ضلع فیصل آباد میں شامل کر دیا جائے"

قادیانیوں کی مجبوری یا اصل پریشانی ربوہ ہے

اگر پنجاب کے وزیراعلیٰ یہ اعلان کر دیتے کہ ربوہ کو ضلع کا درجہ دیا جا رہا ہے تو ایسے میں ان کی خوشی دیدنی ہوتی اور ایسے میں کوئی قادیانی حکومت کو یہ لائن نہ دیتا جو چنیوٹ کے ضلع بنائے جانے کے اعلان پر حکومت کو دے رہے ہیں۔ کیونکہ ربوہ کے ضلع بن جانے سے ان کی باگیں ڈھیلی ہو جاتیں اور وہ جیسا چاہتے من مانیاں کر کے ترقیاں کرتے۔ سرگودھا کے ساتھ شامل ہو جانے سے تو انہیں بہت ہی زیادہ آزادی ملے گی کیونکہ سرگودھا ربوہ سے کافی دور ہے۔ ویسے بھی یقینی طور پر سرگودھا کی آئینی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانیوں کی وجہ سے سرگودھا کی انتظامیہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اب ہیں تو ربوہ کے سرگودھا میں شامل ہونے کے بعد کیوں نہ ہوں گے؟

اگر چنیوٹ ضلع بن جاتا ہے اور ربوہ اس کے ساتھ شامل رہتا ہے تو ایسے میں انگریز کے خود کاشتہ پودے کی لگام اہل چنیوٹ کے ہاتھ میں ہوگی پھر وہاں ___ بخاری مسجد کے امام کے راہ چلتے وقت

باقی صفحہ ___ پر

مرزا قادیانی لکھتا ہے ـــــ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۲۷ مطبوعہ ربوہ)

محمد حنیف

دوسری مجلس

50 الماریوں میں سے ایک انوکھی پیشکش

مسٹر طاہر مرزا ـــــ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ عالم ـــ آداب عرض

ملکہ ـــــ مسٹر طاہر آ گئے!

مرزا ـــــ آپ کا اور آپ کے خاندان کا اور آپ کی سلطنت برطانیہ کا خاندانی اور موروثی غلام حاضر خدمت ہے۔

ملکہ ـــــ آج تو بڑا صاف ستھرا ـــ اور پاس فائن پہن کر آئے ہو ـــ اس دن بڑی خراب حالت تھی۔

مرزا ـــــ جی ہاں! وہ بات یہ تھی اس دن تو میں پاکستان سے صرف اپنی جان لے کر آیا تھا ـــ میرے کپڑے اور ضروری سامان میرے پیچھے آ رہا تھا۔ ـــ جب تک میرے کپڑے اور سامان نہیں آیا تھا تو میرا سر جھاڑ منہ پہاڑ بنا ہوا تھا ـــ کئی رات کے رت جگے اور سفر کی تکان سے برا حال تھا پاکستانی پولیس کا دھڑکا الگ پریشان کیے ہوئے تھا ـــ اب تو جان میں جان آئی ہے اور منہ بھر لمبی تان کر ـــ گھوڑے بیچ کر سویا ہوں ـــ مجھے امید ہے کہ اب پاکستانی پولیس میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ـــ جب یہاں آپ کا سایۂ عاطفت بھی حاصل ہے۔

ملکہ ـــــ مسٹر مرزا ـــ ڈرو نہیں ـــ عیش کرو۔

مرزا ـــــ وہ جی! وہ... پہلی مجلس میں کچھ گذارشات نا تمام اور ادھوری رہ گئی تھیں اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

ملکہ ـــــ وہ بھی ہو جائیں گی ـــ لیکن پہلے قادیان میں تمہارے دادا اور ہمارے کارندوں کے درمیان کسی گفتگو کا تذکرہ ہو رہا تھا ـــ وہ گفتگو جو ہماری اس وقت کی حکومت کے کارندوں اور تمہارے دادا جان کے درمیان ہوئی وہ بتاؤ ـــ کیا کیا امور زیر بحث آئے اور کیا کیا فیصلے کیے گئے، پہلے ان پر کچھ روشنی ڈالو ـــ وہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں ـــ اپنے بڑوں کی تاریخی خدمات کا ہمیں بھی کچھ علم ہونا چاہیے۔

مرزا ـــــ اس وقت آپ کی حکومت کے کارندوں نے میرے دادا مرزا غلام احمد قادیانی پر ان تمام احسانات کو جتلایا جو سلطنت عظمیٰ برطانیہ اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی طرف سے ہمارے خاندان پر کیے انہیں یاد دلایا کہ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ دربار گورنری میں کرسی نشین تھے۔ بہت سی چٹھیات بھی ان کی خدمات کے صلہ میں ان کے نام لکھی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ اور پھر جب مرزا غلام مرتضیٰ فوت ہوئے تو تمہارے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کو وہی حیثیت دی گئی اور جب وہ بھی فوت ہو گئے تو تم ان کے نقش قدم پر چلے اور انکی پیروی کی۔ تمہارے خاندان کے متعلق حکومت اور حکومت کے اعلیٰ افسر یہ مانتے اور جانتے ہیں کہ "یہ خاندان کمال درجہ خیر خواہ سرکار انگریزی کا ہے"! اس لیے اب حکومت ایک اہم ذمہ داری اور منصب تمہارے سپرد کرنا چاہتی ہے۔ جس سے گورنمنٹ کا ہی فائدہ نہیں تمہیں، تمہارے خاندان اور تمہاری آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی فائدہ حاصل ہوگا۔

میرے دادا جان نے جب ہامی بھر لی تو انہوں نے کہا کہ اس وقت برصغیر کے عوام میں جنگ آزادی کا جنون بری طرح سوار ہے ـــ حکومت کے خلاف محاذ آرائی جاری ہے ـــ اور سب سے زیادہ مخالفت کا سامنا مسلمانوں اور ان کے مولویوں کی طرف سے کرنا پڑ رہا ہے وہ الجہاد الجہاد کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے ہیں ـــ ہمارے پاس اس کا سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ آپ اٹھیں اور نبوت کا منصب سنبھالیں اس پر میرے دادا جان اور سرکاری کارندوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ کچھ یوں تھی۔

دادا جان ـــــ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا یہ میرے لیے دنیا کا سب سے بڑا اعزاز (اس وقت کا نوبل پرائز) ہے ـــ لیکن یہ بتائیں کہ اس سے آپ کو اور آپ کی حکومت کو کیا فائدہ پہنچے گا؟

سرکاری کارندے ـــــ ہم بھی ہیں اور ہماری حکومت سے جو مسلمان برسرپیکار ہیں وہ بھی ہم ہی کے باشندے ہیں ـــــ حکومت چاہتی ہے کہ کم از کم بھی یہ لڑیں ـــــ اس محاذ آرائی میں دو طرف سے اہل عجم ہی کا نقصان ہو رہا ہے ـــــ یہ لڑائی اور محاذ آرائی جو جاری ہے اس میں پیش پیش زیادہ تر مسلمان ہیں جو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) حنیف کے پیروکار ہیں انہیں ان کے نبی نے ایسا سبق پڑھایا ہے ـــــ اور کافر حکومتوں سے لڑائی کر کے مرنے کو شہید کہہ کر ایسا جذبہ پیدا کیا ہے کہ یہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور لڑنے میں آگے آگے ان کے مولوی ہیں۔

دادا جان ـــــ اگر یہ معاملہ ہے تو پھر آپ کو اور ہمیں کوئی ایسا طریقہ سوچنا چاہیے جس سے لڑائی کا رخ کسی اور طرف مڑ جائے۔

سرکاری کارندے ـــــ ہم اس کا رخ عرب ممالک کی طرف موڑنا چاہتے ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ عین عرب ملکوں کے درمیان میں یہودیوں کو آباد کریں۔ تاکہ وہ عربوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا شروع کر دیں پھر وہاں ایک سلطنت قائم کرنے میں ان یہودیوں کی مدد کریں جب وہاں چھیڑ چھاڑ اور مار دھاڑ ہوگی تو یہاں کے مسلمانوں کی توجہ ادھر ہو جائے گی کیونکہ مسلمان خواہ کہیں بھی ہوں اگر کسی مسلمان پر کوئی آڑا وقت آئے تو سب ایک ہو جاتے ہیں۔

دادا جان ـــــ یہ تجویز مفید ہے۔

سرکاری کارندے ـــــ لیکن وہ بھی مسلمان ہیں ہمیں آپ کی عرب ملکوں میں بھی ضرورت پڑے گی۔

دادا جان ـــــ میں اکیلا دونوں جگہ کیسے کام کر سکتا ہوں؟

سرکاری کارندے ـــــ آپ اپنی جماعت بنائیں اور پھر تیار کریں ہم آپ کے پیروکاروں کو وہاں بھیجنے کا بندوبست کریں گے۔ اس وقت تو وہ علاقے ہمارے کنٹرول میں ہیں اگر وہ آزاد ہو گئے تو ہم وہاں کسی کو نہیں بھجوا سکیں گے۔

دادا جان ـــــ اس کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوگی!

سرکاری کارندے ـــــ دیکھو! یہ دنیا کا قانون ہے کہ جب کوئی شخص پودا لگاتا ہے تو آبیاری بھی کرتا ہے ـــــ بھلا یہ جنگل میں ہزاروں لاکھوں خودرو درخت کھڑے ہیں انہیں بھی کوئی پانی دیتا ہے؟ آبیاری تو خود کاشتہ پودوں کی کی جاتی ہے۔ آپ ہماری حکومت کے خود کاشتہ پودے ہیں تو آپ کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہوگا۔ ـــــ یہ جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں انہیں آپ اچھی طرح پہچان لیں ـــــ انہیں ہم پیار سے ٹیچی ٹیچی کہہ کر بلاتے ہیں کوئی کام ہو تو دوڑ کر آتے ہیں جب کوئی مشکل پیش آئے انہیں بلالیا یہ عین موقعہ اور ضرورت کے وقت رقم وغیرہ پہنچایا کریں گے۔

سرکاری کارندے ـــــ اچھا ہوا پوچھ لیا۔ جب آپ نبوت کا دعویٰ کریں گے تو ابتدائی طور پر ہم دوسرے سرکار کے وفادار خاندانوں کے افراد کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرائیں گے پھر بڑھتے بڑھتے یہ ایک جماعت بن جائے گی ـــــ چونکہ آپ نے سدا نہیں رہنا اس لیے ہم وہی سلسلہ شروع کریں گے جو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد شروع ہوا۔ یعنی خلافتؓ کا ـــــ آپ یہ خیال رکھنا کہ اپنی زندگی میں حکیم نورالدین کو اہمیت دینا یہ بھی بڑا خاص وفادار ہے یہ آپ کی قائم کردہ مختصر جماعت میں آپ کی اولاد میں خلافت کا سلسلہ شروع کر دے گا۔ آپ کی اولاد کا ہماری آنے والی حکومتیں اسی طرح خیال کریں گی جس طرح آپ کے والد، بھائی اور آپ کا کر رہے ہیں۔ فکر نہ کرو ـــــ عیش کراویں گے عیش

دادا جان ـــــ آپ مجھے (سامراجی) دنیا کے سب سے بڑے (آج کے نوبل پرائز کی طرح) انعام سے نواز رہے ہیں اگر میں اس عظیم انعام کا فوری اعلان کروں تو میری کوئی بات نہیں سنے گا اور ابتداء میں ہی بات ختم ہو جائے گی۔ کوئی معقول تجویز بتائیں کہ میں اس صورت حال سے دوچار نہ ہو سکوں۔

سرکاری کارندے ـــــ آپ ایک دم نبوت کا اعلان نہ کریں بلکہ مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہمارے عیسائی پادریوں سے مباحثے اور مناظرے شروع کر دیں ـــــ اور پھر بتدریج دعویٰ نبوت کی طرف آئیں۔

دادا جان ـــــ ٹھیک ہے میں اسی طرح کروں گا لیکن میری دردمندانہ اپیل ہے کہ میرا خیال رہے؟

سرکاری کارندے ـــــ ہم پورا پورا خیال رکھیں گے۔

مسٹر طاہر مرزا ـــــ ملکہ عالیہ! یہ ہے اس گفتگو کا خلاصہ جو آپ کی اس وقت کی حکومت کے کارندوں اور میرے دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان ہوئی۔

ملکہ ـــــ تو کیا تمہارے دادا نے ایک دم نبوت کا دعویٰ کر دیا یا ان ہدایات پر عمل کیا؟

مرزا ـــــ انہی ہدایات کے مطابق عمل کیا تھا۔

ملکہ ـــــ کیا اس وقت جو ہمارے مسیحی مشن اور پادری حضرات تھے ان سے مباحثے اور مناظرے کیے؟

مرزا ـــــ زبردست مناظرے کیے۔

ملکہ ـــــ ان کا مسلمانوں پر کیا اثر پڑا؟

مرزا ـــــ مسلمان میرے دادا جان کے حق میں ہو گئے۔ بڑے بڑے علماء نے حمایت کی ـــــ اخبارات میں بیانات دیے ـــــ عیسائیوں کے خلاف لٹریچر چھاپنے کے لیے چندوں کی اپیل کی تو پیسے بھی دیے۔

ملکہ ـــــ تو پھر انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

مرزا ـــــ جی نہیں! جب میرے دادا جان نے دیکھا کہ پورے ملک میں میری واہ واہ ہو گئی ہے اور بڑے بڑے مولوی حضرات بھی حمایت کر رہے ہیں تو انھوں نے سب سے پہلے

باقی صفحہ ۱۲ پر

افکار قارئین

موسیقی کی طلسماتی لہروں پر فریفتہ خواتین اور فلم ایکٹریسیں

کیا جانیں کہ اسلام نے عورت کی آبرو کی حفاظت کیلئے پردے کا کس قدر اہتمام کیا ہے؟

عبدالواحد بیگ المرحوم پینشنر ملتان

روزنامہ جنگ ۱۶ اپریل ۸۵ء میں محترمہ بیگم فرحت رفیق صاحبہ کا بیان پڑھ کر خوشی ہوئی کہ انہیں نوجوانوں کی بے راہ روی کا احساس ہے۔ انہوں نے معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کے خدشہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آواز حق بلند کی ہے کہ نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں کو ائر ہوسٹس کے شعبہ میں نہیں لگانا چاہیے۔ بعض پڑھی لکھی مگر تعلیم دین سے محروم خواتین کا خیال ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب میدان جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات خواتین سرانجام دیتی تھیں تو اب بھی خواتین کو مردوں کے دوش بدوش ہر شعبۂ زندگی میں کام کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ حالانکہ اس دور کی ایک مہم میں حضرت خالد بن ولید کی اہلیہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار میدان کارزار میں پہنچ گئیں۔ گھونگھٹ پردہ اور نقاب میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے حضرت خالدؓ اپنی بیوی کو نہ پہچان سکے۔ آج ہمارے معاشرے کا ابتر حال کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اکثر اخبارات میں نوجوان طالبات کے رنگ برنگ ڈریس شو وغیرہ خدا جانے کس اہمیت و افادیت کے تحت رنگین عکاسی کے کمالات پیش کئے جا رہے ہیں۔

گزشتہ دنوں ایک صوبائی وزیر کی معصوم چہرہ اور مجسم حیا تصویر (بیوی) بھی قارئین روزنامہ جنگ کو نظر انداز کر چکی ہیں۔ بعض مقامات پر نوشتہ دیوار یہ جملہ فکر طلب ہے۔ "یہ بے نقاب چہرہ، یہ کٹے ہوئے بال اور بڑھے ہوئے ناخن۔ چادر اور حیا۔ دیوار کی زینت ہے۔ دین سے بیزاری اور بیگانگی کی علامت اکثر مسلم زادیاں بازاروں میں بے پردہ اور بے حجاب پھرتی ہیں۔

اکبر الہ آبادی مرحوم نے کبھی کہا تھا۔

کل جو بے پردہ نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے پردہ جو تھا تمہارا وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

نصف صدی قبل اکبر مرحوم کو تو چند بیبیوں کا سامنا ہوا تھا مگر آج ان گنت بیبیاں پردہ سے باہر آگئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پنجابی بیرووارث شاہ میں بے پردگی اور عریانی کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے جس کا آسان مفہوم یہ ہے کہ "کنجر کوئی ذات نہیں ہر بے غیرت کنجر ہے" موسیقی کی طلسماتی لہروں پر فریفتہ خواتین اور فلم ایکٹریسیں کیا جانیں کہ اسلام نے عورت کی آبرو کی حفاظت کے لئے پردے کا کس قدر اہتمام کیا ہے۔ قرآن مجید میں پردہ کی اہمیت و فرضیت کے واضح احکام اور فرامین نبویہ میں عملی نمونے اور دو ٹوک فیصلے موجود ہیں۔ مسلم معاشرہ کی چودہ سو سالہ تاریخ پردہ کے عنوانات سے بھری پڑی ہے۔ آج بھی ہر مکتب فکر اور فقہ کے اکابر علماء میں مسلمان عورت کے پردہ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ بعض ذاتی کوتاہیوں اور عملی کمزوریوں، معذوریوں کی وجہ سے سر ندامت سے ضرور جھک جاتا ہے۔ ماضی قریب میں جب ایرانی سوسائٹی میں عریانی اور فحاشی فیشن بن چکی تھی تو جناب خمینی نے بے پردگی کا خاتمہ کر کے دکھا دیا ہے۔ حیرانہ طور پر آج ایران میں کوئی عورت بے پردہ نظر نہیں آتی۔ خمینی صاحب کا یہ کارنامہ ان کی داد و تحسین کے قابل رشک فخریہ تحفہ شمار ہوتا ہے۔ خاتون جنت بی بی فاطمۃ الزہراءؓ کا فرمان کتابوں میں موجود ہے کہ عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے۔

۱۔ یہ کہ اسے کوئی غیر محرم نہ دیکھے اور
۲۔ یہ کہ وہ بھی کسی غیر محرم کو نہ دیکھے۔

تعجب ہے کہ اسلام کے دعویدار عوام اور خواص کو یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ غالباً "مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب" کا محاورہ اثر انداز ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا صحابی عبداللہؓ بن مکتوب حاضر ہوتے ہیں تو حضور نبی کریمؐ نے اپنی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پردہ کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ حضرت ام المومنینؓ عرض کرتی ہیں حضور یہ تو نابینا ہے اس پر حضورؐ فرماتے ہیں تم تو نابینا نہیں ہو۔ معلوم ہوا کہ غیر محرم کو نہ دیکھنے کی پابندی عورتوں پر لگی ہے۔ کسی نے شکوہ کیا۔

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

الغرض ہمارے ہاں پردہ کی تکریم اور تحقیر کے لئے "سفید اور کالے کفن" کے چلتے چست کئے جاتے ہیں۔ بعض آزاد خیال خواتین "اسیران قفس" کی دہائی

ورثے کرانی بے بسی کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ عورت کے ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے بہت شواہد موجود ہیں۔ اپنی معلومات کے مطابق چند معاشرے لیئے درج ذیل کر رہا ہوں۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست!

۱۔ ایک شادی شدہ نوجوان کسی حادثہ کا شکار ہو کر ایک بازو سے معذور ہو جاتا ہے۔ اس کی نوجوان بیوی مکان ملحقہ کی چھت پر ایک نوجوان سے ناجائز مراسم کا ارتکاب کر بیٹھتی ہے۔ گناہ کے اثرات نمودار ہونے پر جب اس سے باز پرس کی نوبت آتی ہے تو نہایت سادگی سے جواب ملتا ہے کہ میں مجبور اور مغلوب ہو گئی تھی۔ غرض اس ناقص العقل نے اپنا گھر برباد کر لیا ہے۔

۲۔ ایک پڑھی لکھی بیچاری قسمت کی ماری ایک پرائیویٹ ادارہ میں ملازمت کرتی ہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ملازمت میں محبت کی ملاوٹ بھی موثر ہو جاتی ہے۔ سیر و تفریح اور سینما بینی کے بہانے باطنی گناہ نمودار ہونے لگ جاتے ہیں۔ لڑکی کی ماں ادارہ کے مالک کو مجبور کرتی ہے کہ آپ اس سے نکاح کر لو ورنہ انتقام کی آگ بہت سخت ہو گی۔ جبری نکاح کے بعد وہ ایک بچی کو جنم دیتی ہے جو چند روز کے بعد مر جاتی ہے اور ان کا گناہ زیر زمین دفن ہو جاتا ہے۔

۳۔ ایک خوبصورت لڑکی اپنے خاوند سے لڑ جھگڑ کر تنسیخ نکاح کے چکر میں پھنس جاتی ہے اور آٹھ نو سال تک اپنے حق میں فیصلہ نہ کرا سکی۔ اس دوران پانچ ناجائز بچوں کی پیدائش ہو جاتی ہے جنہیں اس کا خاوند قبول نہیں کرتا۔ بالآخر باہمی مشاورت سے خاوند کے حق میں بچوں کا دست برداری نامہ لکھوا کر طلاق لکھوا لیتی ہے۔ ناجائز اولاد کی کفالت اس کا دوست اپنے ذمہ لیتا ہے۔ طلاق لینے کے بعد وہ شرعی ضابطہ عدت طلاق گذارے بغیر نکاح کر لیتے ہیں۔ اس کی دین سے ناواقفیت کی وجہ سے کہ وہ ضابطہ عدت کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اس کے خیال میں جب وہ پانچ بچوں کی ماں بن چکی ہے تو اب تک اس کی عدت کیا پوری نہیں ہوئی؟ ایک صاحب علم نے اسے سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ ۸ سال تو کیا سو سال بھی اگر تمہارے پاس رہے۔ طلاق ملنے یا بیوہ ہو جانے کی صورت میں عدت لازماً پوری کرنی پڑے گی۔ تعجب ہے اس کی دیدہ دلیری پر کہ ایک عورت کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

معاشرہ کی ایک بھیانک تصویر اور اخلاقی گراوٹ کے بھیانک ناسور نے وبائی صورت اختیار کر لی ہے۔ بعض گھرانوں میں گھریلو ملازمین غیر معمولی دیدہ دلیری کے ساتھ بے تکلفی اور باہمی ربط نے نئے گل کھلاتے ہیں۔ اگر ٹوکا جائے تو نہایت بے شرمی کی آواز آتی ہے کہ:

"اک گناہ اور سہی"

حکیم الامت علامہ اقبال نے اپنے ایک عزیز کو لکھا تھا ؎

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے جوانی تری رہے بے داغ

ایک پہیلی ــــ بوجھو تو جانیں؟

م ح ل

قارئین باتمکین! چودھویں صدی کے انگریزی نبی نے اپنے ایک وفادار کو استعارۃً (استعارۃً اس لیے کہ اس کی لغت میں اس لفظ کا بے دریغ استعمال اور بری طرح استعمال کیا گیا ہے) دوائی دینے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اور فوراً یہ پیشگوئی کر دی "اس کتے کا آخری دم" پوری عبارت اس طرح ہے:۔

"اس کتے کا آخری دم" فرمایا میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی کتا بیمار ہے میں اسے دوائی دینے لگا ہوں تو میری زبان پر جاری ہو گیا۔"

(رسالہ مکاشفات مرزا صہ۲۲)

مالک اپنے وفادار کو بعض دفعہ پیار میں کتا کہہ دیتا ہے کیونکہ کتے کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وفادار جانور ہے دوائی اپنے ہی کسی بیمار کو دی جاتی ہے کسی غیر کو کون دوائی دینے جاتا ہے۔

دوسری پیش گوئی یا الہام یہ ہے:۔

"افسوس صد افسوس"

(البشریٰ صہ۸ ، جلد۲)

ایسے الفاظ کسی اپنے مرنے والے پیارے پر کہے جاتے ہیں دشمن کے مرنے پر خوشی ہوا کرتی ہے اگرچہ خوشی اظہار بہت کم کیا جاتا ہے۔

تیسری پیش گوئی یا الہام یہ ہے:

"چوہدری رستم علی"

(البشریٰ صہ۹۲ جلد۲)

انگریزی نبی کے استعارے والے نظریے کے مطابق چوہدری رستم سے مراد اس کا مذکورہ بالا مرید ہے جسے اس نے دوائی دینے کی کوشش کی اور علی سے مراد وہ خود ہے کیونکہ اس کا دعویٰ تھا کہ:۔

"میں زندہ علی" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مردہ علی ہیں۔ (دیکھئے ملفوظات احمدیہ صہ۱۳۱ حصہ اول)

"چوہدری رستم علی" جملے کا مطلب یہ نکلے گا "علی کا رستم چوہدری" انگریزی نبی کے ماننے والے واقعی اسے اپنی جماعت کا رستم سمجھتے ہیں اس کے بعد الہام ہوا۔

"خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی نہیں تھا"

(البشریٰ صہ۹۹ جلد۲)

علاج کرنے والے ڈاکٹر نے بھی کہہ دیا ہے کہ حالت تشویشناک ہے بچنے کی امید کم ہے ـــــ اس سلسلہ کی آخری پیش گوئی یا الہام ایک ناپاک روح کی یہ آواز ہے کہ

"میں سوتے سوتے (کئی دن کی بے ہوشی مراد ہے) جہنم میں پڑ گیا"

قارئین بتایئے وہ کون ہے جو جہنم کی تیاری میں ہے۔۔۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

میرپور خاص، کنری، ڈگری میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ ـــــ مولوی محمد یوسف محمودی زگونی

گزشتہ سے پیوستہ ہفتے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین اور مبلغین حضرات کا میرپور خاص، کنری، ڈگری اور ٹنڈو آدم کا طوفانی تبلیغی دورہ ہوا مرکزی قائدین اور مبلغین حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سب سے پہلے حیدرآباد پہنچے وہاں تھوڑی دیر مجلس کے نئے دفتر واقع لطیف آباد میں قیام کے بعد میرپور خاص پہنچ گئے جہاں پہلے ہی سب مولانا قاضی اللہ یار، مولانا محمد طفیل ارشد، مولانا سید ممتاز الحسن شاہ صاحب گیلانی اور خطیب اعظم حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری تشریف لا چکے تھے وہاں دوسرے حضرات بھی یکے بعد دیگرے پہنچ گئے رات کو مدینہ مسجد میرپور خاص میں ایسے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا فیض اللہ صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی حالانکہ کوئی اشتہار وغیرہ شائع نہیں کئے گئے تھے لیکن پھر بھی میرپور خاص میں یہ تاریخی اجتماع تھا۔

یہ میرپور خاص وہی جگہ جہاں تین شقی القلب قادیانی مرتدوں نے جان محمد نندوانی مرحوم کو صرف اس لئے شہید کیا تھا کہ اس نے قادیانی ہونے اور قادیانیوں کے پیشوا مرزا طاہر کی لندن سے آمدہ کیسٹیں سننے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن ابھی اس کیس کا کچھ نہیں ہوا اور اسی لئے یہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی قاری شاہ مراد صاحب کی، تلاوت قرآن کے بعد مولانا سید ممتاز الحسن شاہ صاحب گیلانی فیصل آباد، مولانا نذیر احمد طوفانی مبلغ حیدرآباد ابوالاظہار مولانا قاضی اللہ یار خان مرکزی ناظم اعلیٰ، مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری استاذ المناظرین حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر اور حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری نے ایمان افروز خطاب کیا جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض کنری میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا طفیل ارشد نے انجام دیے۔

اگلے روز یہ کاروان ختم نبوت کنری پہنچا۔ کنری کو ثانی ربوہ کہا جاتا ہے اور ہے بھی وہ ربوہ اس لئے کہ برطانوی سامراج کی کاسہ لیسی، خوشامد، چاپلوسی، مسلمانوں پر کفر کے فتوے صادر کرنے کے، عوض اور جہاد کو حرام قرار دینے، نبوت، مسیحیت، مہدویت وغیرہ کے دعوے کرنے کے صلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو ہزاروں ایکڑ زمینیں الاٹ ہوئی تھیں، اور بعد میں بھی قادیانیوں نے مغربی سامراج، یہودی ساہوکاروں اور یہودی سلطنت کی طرف سے ملنے والی امداد کے بل بوتے پر ہزاروں ایکڑ زمین خریدی کیونکہ وہ جگہ ہے کہ جہاں مرزائیوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ہوئی ہے۔ جہاں کلمے کی کھلے عام توہین کی جارہی ہے اور دولت کے بل بوتے پر کچھ ایسے افسران کی بے توجہی سے جنہیں مرزائی دسترخوان سے تر نوالے ملتے ہیں مسلح جلوس نکال کر مظاہرے کر کے مسلمانوں کو ڈرایا دھمکایا جارہا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہر فرعونے را، موسیٰ، کے مصداق کنری جیسے ربوہ ثانی میں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں، نازل فرمائے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر، وہ اپنی زندگی میں بخاری مسجد کے نام سے یہ مرکز قائم کر گئے تھے۔ کبھی وہ دور تھا کہ اس شہر میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرنا جان جوکھوں میں ڈالنا تھا آج وہ دور ہے کہ ختم نبوت کے شیر صبح و شام اور جمعہ کے دن ڈنکے کی چوٹ حق کا اظہار کرتے ہیں۔ وہاں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے کانفرنس کے علاوہ مبلغین ختم نبوت وہاں پہنچتے رہتے ہیں۔ باقاعدہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تنظیم قائم ہے۔ مجلس کے علاوہ نوجوانوں کی ایک تنظیم بھی ختم نبوت یوتھ فورس (شبان ختم نبوت) کے نام سے ابھی چند ہفتے قبل قائم ہو چکی ہے۔ نوجوانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب وہاں اسلام کے نام پر انگریزی نبوت کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔

میرپور خاص کے بعد کنری میں ختم نبوت کانفرنس کا اعلان تھا جس کے لئے باقاعدہ اشتہار شائع کیا گیا تھا اگرچہ یہ کانفرنس مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تھی لیکن کانفرنس کے انتظامات کیلئے جہاں مجلس کے عہدہ دار اور کارکن شب و روز ایک کئے ہوئے تھے وہاں ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانوں نے بھی اپنے کو وقف کیا ہوا تھا کانفرنس کی ایک نشست بعد نماز ظہر ہوئی اور،

باقی صفحہ ۲۳ پر

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے چار مشہور اور جلیل القدر صاحبزادے تھے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالغنیؒ۔ اگرچہ یہ چاروں حضرات علم و فضل، فہم و فراست، قوتِ تقریر، فصاحت تقریر، تقویٰ و تقدس، امانت و دیانت میں یکتا اور لاثانی سمجھے جاتے ہیں لیکن ان سب میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عظمت و منزلت اور علم و فضل کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہیں۔ اور یہی وہ ذات گرامی ہے جس نے اپنے خاندان کو تمام علمی دنیا میں روشناس کرایا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس عظیم خاندان میں شاہ عبدالعزیز کا وجود نہ ہوتا تو یہ خاندان گمنامی کے دائرہ سے نکل کر عزت و عظمت اور شہرت و ناموری کے اس مرتبہ کو کبھی نہیں پہنچ سکتا تھا اور جو تاریخی شہرت آج اسے حاصل ہے کبھی حاصل نہ ہوتی۔

آپ کی مبارک پیدائش ۱۱۵۹ھ میں ہوئی اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم باپ اور مقدس ہستی کے زیر سایہ نشوونما کے ابتدائی مراحل طے ہوتے۔ پانچ سال کی عمر میں مکتب میں داخل کئے گئے اور قرآن شریف کی تعلیم شروع ہوئی۔ چونکہ آپ نہ صرف نسبی طور پر بلکہ فطری طور پر بھی نہایت ذہین، سلیم الطبع خوش فہم اور بے حد قابل تھے اس لئے بہت ہی کم سنی میں قرآن کریم کی تعلیم پوری کر لی ——— قرآن کی تعلیم کے بعد فارسی کی ابتدائی تعلیم مکمل کی اور اس کے بعد دو تین سال کے مختصر عرصہ میں صرف و نحو کی کتابیں ختم کر ڈالیں اس کے بعد آپ کی باقاعدہ تعلیم شاہ ولی اللہ کے ایک قابل خلیفہ کے زیر نگرانی شروع ہوئی۔ تقریباً دو سال کے عرصہ میں آپ نے عربی کے مختلف فنون میں حیرت انگیز ترقی اور کامیابی حاصل کر لی۔

تیرہ سال کی عمر میں آپ معمولی درسی تعلیم کے علاوہ صرف و نحو، فقہ، اصول، منطق، کلام، عقائد، ہندسہ، ہیئت، ریاضی جیسے عظیم الشان فنون سے فراغت حاصل کر چکے تھے ان علوم سے فراغت کے بعد آپ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور حدیث کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ دو سال کے عرصہ میں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تمام حدیث کی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھ لیں آپ کی عمر مشکل سے پندرہ سال کی ہوگی کہ تمام علوم و فنون کی تکمیل کر ڈالی۔ چونکہ آپ کے خاندان میں علوم نقلیہ کے علاوہ علوم عقلیہ کا بھی رواج تھا اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں جہاں حدیث و تفسیر کے علوم پورے شغف و انہماک سے پڑھائے جاتے تھے وہاں منطق، ریاضی کی تعلیم بھی اعلیٰ پیمانہ پر دی جاتی تھی اس لئے شاہ عبدالعزیزؒ اس چھوٹی سی عمر میں ایک لائق ریاضی دان اور قابل منطقی بھی بن گئے تھے اور تاریخ و جغرافیہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔

شاہ عبدالعزیزؒ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل اور باطنی کمالات کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ دارالبقاء کو سدھار گئے۔ شاہ صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کی مسند درس کے جانشین شاہ عبدالعزیز صاحب قرار پائے۔ گو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف ۱۷ برس کی تھی۔ لیکن آپ کے علمی تبحر، علمی کمالات اور باطنی رسوخ کی بنا پر بڑے بڑے علماء آپ کے در دولت کی جبیں سائی کیا کرتے تھے اور کثرت سے طلبا اطراف عالم سے آ کر آپ کے چشمہ علوم سے اپنی علمی تشنگی کی سیرابی کیا کرتے تھے۔

آپ کے بارہ میں صاحب اتحاف النبلاء کی شہادت ہے کہ درحقیقت علم حدیث کا بیج ہندوستان کی بنجر اور سخت زمین میں آپ کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بویا اور آپ نے اس کی اپنے خون جگر سے آبیاری کر کے اسے نہایت خوشنما اور نونہال پودا بنا دیا جو چند دنوں میں سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں دور دور کے لوگ اس کے پھول و پھل سے دامن لبریز کر کے جانے لگے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اپنے دوسرے علمی کمالات کے علاوہ فن خطابت میں خداداد ملکہ رکھتے تھے آپ کی سحر آمیز خطابت موافق و مخالف دونوں کے قلوب کو مسخر کر لیا کرتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا حافظہ گویا لوح تقدیر کا انمٹ نسخہ تھا کہ جو کتاب پڑھ لی یا جو بات سن لی جوں کی توں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی۔

بہرحال آپ کی ذات والا صفات خاندان ولی اللہی کے معدن علم کا وہ گوہر آبدار تھی جس کی تنویریں آج تک اسلامیان ہند کے قلوب کو ضیاء پاشی کر رہی ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ کی بیش بہا تصانیف علم و

باقی صہ ۴۷ پر

مدرسہ عربیہ خیر العلوم حسینہ لودھراں کے سالانہ جلسہ میں علماء کی تقریریں

جامع مسجد مدینہ لودھراں میں مدرسہ عربیہ خیر العلوم حسینہ لودھراں کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب الحاج نور محمد صاحب سویٹ فروش لودھراں نے فرمائی تلاوت کلام پاک جناب حافظ غلام نادر صاحب مدرس مدرسہ تجوید القرآن لودھراں نے کی۔ جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی اور امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بتائی انہوں نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی جڑ ہے ختم نبوت ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے ختم نبوت کی حفاظت کے لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارہ سو قراء، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قربانی پیش کی۔ اور مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس پر آشوب دور میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم جان و مال سے ختم نبوت کی حفاظت کریں جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے جناب شیخ اکرم شیخ، اسلامی مشن بہاولپور اور کالعدم جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے فرمایا کہ اس فتنہ پرور دور میں صرف مدارس عربیہ ہی ہیں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کی اور ہر باطل فتنہ سے مقابلہ کیا انہوں نے حضرات اکابرین دیوبند رحمت اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے بیان کئے اور فرمایا کہ انہوں نے انگریزی سامراج قادیانیت سماج اور مرزائیت جو کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ان فتنوں کا دلیری سے مقابلہ کیا۔

قادیانیوں کی دیدہ دلیری اور حکومت کی خاموشی پر اظہار افسوس

کنری ختم نبوت یوتھ فورس کنری کے صدر جناب عبدالغفار مغل نے کنری میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی جارحیت اشتعال انگیزی اور کفریہ دار تداد کی، ناپاک سرگرمیوں پر مذمت کی اور انتظامیہ کی خاموشی پر غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔

بزم ختم نبوت

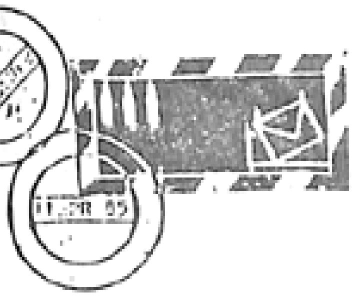

جائے عبرت

ماں باپ وی سی آر دیکھتے رہے اور......

میرے ایک پڑوسی کا لڑکا جس کی عمر تقریباً ایک سال ہوگی کچھ دنوں سے بیمار تھا لیکن ان کے گھر میں وی سی آر روزانہ یا کچھ وقفے سے چلتا رہتا تھا ــــ ایک دن شام چار بجے وی سی آر شروع ہوا اور چار بجے صبح جا کر بند ہوا، مجرات کی وجہ سے وہ لیٹے سب مدہوش ہو کر سوئے کہ انہیں بیمار بچے کا کچھ بھی خیال نہ رہا ـ صبح جب کافی دن چڑھے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیمار بچہ ساری رات ایک طرف چارپائی پر پڑا سسکیاں بھر رہا اور ایڑیاں رگڑتا ہوا موت کی آغوش میں جا چکا ہے لیس ہوا گیا تھا ہنستا بستا گھر منٹوں میں ماتم کدہ بن گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے فحش فلمیں دیکھی جا رہی تھیں اور گندے فلمی گانوں سے ذہنی عیاشی ہو رہی تھی وہاں اب بین پڑے ہوئی تھی ــ الغرض محلے والے جمع ہوئے معصوم بچے کو نہلا دھلا کر دفنا دیا گیا۔ ماں باپ کی سنگدلی ملاحظہ کیجئے کہ دوسرے ہی دن پھر وہاں وی سی آر شروع ہو گیا ــــ قارئین یہ ہے وی سی آر کی لعنت جسے لائسنس جاری کر کے اسلام کی دعویدار حکومت نے عام کر دیا ہے۔

(حافظ غلام محمد سکھر)

اللہ تعالیٰ چیئرمین بلدیہ ربوہ کو توفیق دے کہ

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۲۶ جولائی ۸۵ء کے شمارہ میں جناب قاری شبیر احمد صاحب عثمانی ربوہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے چیئرمین بلدیہ ربوہ کو درخواست میں جو مطالبات پیش کئے ہیں ہم ان کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چیئرمین بلدیہ ربوہ کو سنہری موقع فراہم کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کر لیں اور جنت میں اپنا گھر بنا لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی یادگاریں ختم کر کے عاشقان رسولؐ کے نام پر رکھی جائیں یہی محبت رسولؐ کا تقاضا ہے تمام مسلمان دعا کریں کہ چیئرمین بلدیہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ ان مطالبات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا ان کو، عاشقان رسولؐ کی فہرست میں شامل کرے یہ شعر چیئرمین بلدیہ کی نذر ہیں۔

ــ نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا۔

ــ محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔

ــ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

جان کا تو ذکر کیا ہے عزیزان محترم،
دونوں جہاں حضورؐ پر قربان کیجئے

محمد اقبال ۲/۸۔م۔۳۰ لطیف آباد حیدر آباد

رسالہ ختم نبوت کی مقبولیت

رسالہ ختم نبوت اپنی دینی خدمات کی وجہ سے حد درجہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ اب جبکہ تین سال پورے ہو گئے ہیں۔ آپ نے مزید خوشخبری سنائی کہ رسالہ کے کچھ صفحات بڑھائے گئے ہیں خدا کرے کہ آئندہ بھی رسالہ بہتر صورت میں شائع ہو۔ والسلام محمد مظفر اقبال قریشی رو اماد حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ امیر مجلس، ختم نبوت ڈسٹرکٹ کیمبل پور ضلع مانسہرہ۔

اخبار ختم نبوت

کوئی قادیانی مسلمانوں کے برتن میں کھا پی نہیں سکتا، سٹیٹ بنک انتظامیہ کا حکم

سٹیٹ بنک کی انتظامیہ نے قادیانیوں کے برتن الگ کرکے قابل فخر کارنامہ انجام دیا ہے

... رفاہ زد ختم نبوت یہ بات اظہر من الشمس ہے ... کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق یا واسطہ نہیں بلکہ یہ سب خود جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کے باغیوں اور ... جناب مرزا قادیانی کے حواریوں کا ٹولہ ہے۔ ان تمام حقائق کے باوجود جبکہ دولت پاکستان میں قادیانی مسلمانوں کے برتنوں میں ہی کھاتے پیتے تھے۔ جبکہ سٹیٹ بنک کے غیور اور جسور سٹاف نے بھی تعاون کرنے سے انکار کر دیا

وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق کی قومی اسمبلی میں ملک و ملت کے غدار قادیانیوں کی وکالت

قادیانی کسی کے وفادار نہیں۔ قادیانیوں نے اپنی تعداد سے زیادہ ملازمتیں لیکر مسلمان اکثریت کے حقوق غصب کر رکھے ہیں

کراچی (روزنامہ ...) وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے گذشتہ دنوں ... گئے ہوئے ... کی استفسار پر قومی اسمبلی میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت ... وفاداری ... ملازمت ... ملازمتیں ... اور یہ آئین پاکستان کے عین مطابق ہے وزیر موصوف کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانیوں کیلئے وہ اپنے دل میں انتہائی نرم گوشہ رکھتے ہیں امت مسلمہ کے نزدیک قادیانیوں کیلئے نرم گوشہ رکھنا ... قادیانی ہونے سے کم نہیں ہے کیونکہ قادیانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء کرام کے گستاخ اور ... قرآن ... تحریف لفظی و معنوی کے قائل ہی نہیں بلکہ مرتکب ہیں جیسا کہ مرزا قادیانی کی کتب سے ظاہر ہے جبکہ سیاسی طور پر یہ ٹولہ وطن عزیز پاکستان اور پوری ملت اسلامیہ کا غدار ہے۔ قادیانیوں کا ملازمت حاصل کرنے کا مقصد ملک اور قوم کی خدمت نہیں ہوتا بلکہ ان کے پیش نظر اپنے جماعتی مفادات ہوتے ہیں اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جب چوہدری سر ظفر اللہ پاکستان کا وزیر خارجہ تھا تو اس نے ہزاروں کی تعداد میں قادیانیوں کو بھرتی کرکے بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں میں رکھا۔ ان دنوں ملک کے نامور صحافی اور روزنامہ نوائے وقت کے بانی جناب حمید نظامی مرحوم نے بیرون ملک کے دورے پر پاکستانی سفارت خانوں کی حالت زار دیکھی تو واپسی پر اپنے اخبار میں اداریہ تحریر فرمایا اور اس میں لکھا کہ "پاکستانی سفارت خانے ایک جماعت کے تبلیغی اڈے بنے ہوئے ہیں" قادیانی خواہ کسی عہدے پر بھی ہوں وہ ملک اور اپنے پیشے کا نہیں اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے جس کے ثبوت کے لئے حمید نظامی مرحوم کا بیان کافی ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بلیک آؤٹ کی وجہ سے پورا ملک اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا لیکن قادیانیوں کا مرکز ربوہ واحد شہر تھا جہاں بلیک آؤٹ نہیں کیا گیا حالانکہ دریائے جہلم کے پل اور سرگودھا چھاؤنی کے نزدیک ہونے کی وجہ سے وہ ایک حساس ترین جگہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ربوہ میں بلیک آؤٹ نہ کرنے کا مقصد بھارتی طیاروں کی سرگودھا چھاؤنی کے لئے راہنمائی کرنا تھا اس حرکت پر ربوہ کو تنبیہ کی گئی کہ وہ بجلی نہ جلائیں لیکن وہ باز نہ آئے جس پر نواب امیر محمد خان نواب آف کالا باغ نے ربوہ کی بجلی کا کنکشن کٹوا دیا۔ ایئر مارشل ظفر چوہدری جب فضائیہ کا کمانڈر تھا تو اس نے ربوہ کے قادیانی جلسہ کے موقعہ پر فضائیہ کے طیاروں سے اپنی قیادت میں آنجہانی مرزا ناصر کو سلامی دلوائی۔ جب فضا میں طیارے نمودار ہوئے تو جلسہ میں موجود قادیانیوں میں سراسیمگی پھیل گئی جس پر مرزا ناصر نے کہا تھا گھبراؤ نہیں یہ آپ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ مشہور قادیانی ایم ایم احمد نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں جو غدارانہ کردار ادا کیا ہے اس کے بارے میں ملک کے متعدد سیاست دان اظہار خیال کر چکے ہیں ان حقائق اور شواہد کے ہوتے ہوئے ایک وفاقی وزیر کا قادیانیوں کو وفاداری کا سرٹیفکیٹ دینا خود اس وزیر کی پوزیشن کو کمزور بنا دیتا ہے یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے پوری پاکستانی قوم کا متفقہ مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو فوراً ملازمتوں سے برطرف کیا جائے۔ وفاقی وزیر خزانہ نے قادیانی ملازمین کی جو فہرست جاری کی ہے وہ بھی نامکمل ہے اس وقت ہماری اطلاع کے مطابق صرف مرکزی اداروں میں ان کی تعداد ہزاروں ہے جبکہ صوبائی الگ ہیں۔ یہ مسلمان اکثریت کی سراسر حق تلفی ہے اس وقت مسلمان اکثریت کے ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار پھر رہے ہیں جبکہ کوئی تعلیم یافتہ قادیانی ایسا نہیں ملے گا جو بے روزگار ہو۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ یہ ملک قادیانیوں کا نہیں، مسلمانوں کا ملک ہے اور مسلمانوں ہی کیلئے بنایا گیا ہے اس لئے تمام قادیانیوں کو برطرف کرکے بے روزگار تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کو ملازمتیں فراہم کی جائیں اور مرکزی وزیر خزانہ جو قادیانیوں کی وکالت بلکہ دلالی کر رہے ہیں اسے فوراً ہٹایا جائے اور وزیر خزانہ جیسے منصب پر کسی دیانت دار مسلمان کو بٹھایا جائے۔

صابن دستی میں قادیانیوں کی شہ پر انتظامیہ نے مسجد میں مسلمانوں کی اذان بند کرادی

مسلمانوں کی مسجد میں داخل ہونے سے منع کرنے پر قادیانیوں نے پوری بستی کے خلاف درخواست دی تھی

مسلمانوں کے احتجاج پر انتظامیہ نے فیصلہ واپس لے لیا

حیدرآباد (نمائندہ ختم نبوت) صوبہ سندھ اس وقت خصوصی طور پر قادیانیت کی یلغار میں ہے قادیانیوں کی تمام تر توجہ اس وقت سندھ کے بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بنانے پر لگی ہوئی ہے۔ جس کی معمولی مثال آپ کے سامنے یہ ہے۔ گوٹھ صابن دستی تھانہ ٹنڈو غلام علی تعلقہ ماتلی ضلع بدین میں تین گھر قادیانیوں کے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں نمازیں پڑھتے تھے صدارتی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ان کو منع کیا کہ چونکہ تم کافر ہو اس لئے مسلمانوں کی عبادت گاہ میں نہیں آ سکتے۔ جس سے قادیانیوں کو بڑی تکلیف ہوئی اور انہوں نے مقامی ایس ایچ او سے ساز باز کر کے پولیس کے سامنے جھوٹ بولا کہ مورخہ ۵ جولائی بعد نماز جمعہ مسلمان ہمارے گھروں پر حملہ کرنے والے ہیں۔ ٹنڈو غلام علی کا ایس ایچ او۔ خود اور پوری نفری سپاہیوں کی لیکر اسلحہ صابن دستی پہنچا مگر وہاں مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کا نقص امن کا پروگرام نہیں تھا۔ تو ایس۔ ایچ۔ او نے قادیانیوں کو جھوٹا کہہ کر واپس ہو آئے مگر قادیانیوں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے صابن دستی میں اے سی صاحب اور ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کو بلایا اور کھلی کچہری کا نام دیا گیا۔ انتظامیہ نے مقامی، مسلمانوں پر رعب ڈالا۔ انتظامیہ نے کھلم کھلا قادیانیوں کی حمایت کی اور مسلمانوں کے ساتھ زیادتی کی جبکہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے قادیانیوں کی طرف سے صدارتی آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی کئی مثالیں دیں۔ لیکن انتظامیہ نے الٹا مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ تم لاؤڈ اسپیکر استعمال نہیں کر سکتے اور مسجد میں اذان بھی لاؤڈ اسپیکر پر نہیں دے سکتے انتظامیہ کی اس کھلم کھلا جانبداری سے مسلمانوں میں مایوسی کی کی لہر پھیل گئی لیکن ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ہمت نہ ہاری اور وہاں کے علماء حضرات سے ملاقاتیں شروع کر دیں جب ان کی ملاقات ماتلی کے امیر ختم نبوت حضرت مولانا محمد حسین صاحب سے ہوئی تو مولانا موصوف نے نہ صرف ان کی تسلی کرائی بلکہ ان سے کہا کہ اب یہ کام ہمارا ہے۔ تمہارا نہیں۔ ہم انشاء اللہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک انتظامیہ کو اپنے ظالمانہ فیصلے تبدیل کرنے پر مجبور نہ کر دیں۔ تو مولانا محمد حسین صاحب نے فوراً جماعت کا اجلاس طلب فرمایا۔ جس میں ماتلی کے ہر جماعت کے نمائندے بڑی بھاری اکثریت سے شریک ہوئے۔ اور متفقہ فیصلہ ہوا کہ اے۔ سی صاحب سے، ملاقات کی جائے۔ اور مسلمانوں کے جذبات سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ جب اے سی صاحب سے ملاقات ہوئی وفد کی قیادت مولانا محمد حسین صاحب امیر مجلس فرما رہے تھے۔ وفد نے اے۔ سی صاحب کو مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اور ان کو مطلع کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں عقیدہ ختم نبوت کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتی ہم پاکستان کے چپہ چپہ میں ختم نبوت کی آواز بلند کریں گے۔ اور صابن دستی کی جامع مسجد میں آج سے ختم نبوت کے نمائندے مولانا محمد رمضان صاحب نماز پڑھایا کریں گے۔ اور مسئلہ ختم نبوت پر لاؤڈ اسپیکر پر روشنی ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا معجزہ دیکھیں۔ کہ مقامی انتظامیہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً اپنا پہلا فیصلہ تبدیل کیا اور لاؤڈ اسپیکر پر سے ہر قسم کی پابندی ختم کر دی۔ بلکہ ایس۔ ایچ۔ او ٹنڈو غلام علی کو حکم دیا کہ ہر وقت قادیانیوں پر نگاہ رکھی جائے۔ مولانا نذیر احمد بلوچ مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس ماتلی اور ٹنڈو غلام علی کی جماعت جب آئی اور اس واقعہ کی اطلاع دی تو مولانا موصوف نے فوراً ماتلی اور ٹنڈو غلام علی کا دورہ کیا اور جگہ جگہ ختم نبوت کے کارکنوں سے خطاب کیا اور ان کو جماعت کی طرف سے ہر قسم کی حمایت کا یقین دلایا۔

بقیہ: بر کنری کانفرنس

دوسری بعد نماز عشاء ____ دن کو حاضری کم تھی تمام رات کو بخاری مسجد اندر باہر اوپر نیچے سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی دن کی نشست میں مناظر ختم نبوت مولانا قاضی اللہ یار، مولانا سید ممتاز الحسن شاہ صاحب اور دوسرے حضرات نے تقریریں کیں ____ رات کے بھرپور اجتماع میں استاذ المناظرین حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا نذیر احمد بلوچ، مولانا قاضی اللہ یار مبلغ سندھ مولانا جمال اللہ الحسینی، شیعہ مکتب فکر کے راہنما علامہ علی غضنفر کراروی کا معدم جماعت اسلامی کے ایک مقامی راہنما رہنما کا نام یاد نہ رہ سکا) اور حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری نے خطاب کیا ____ تقریباً رات کے دو بجے تک یہ پروگرام رہا عوام کے جوش و خروش اور جذبہ ایمانی کا یہ عالم تھا کہ مقررین کی تقریر پر بار بار نعرہ تکبیر اللہ اکبر ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھتی تھی

ڈگری

صبح ناشتے کے بعد کاروان ختم نبوت جس میں حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی

ناظم اعلیٰ مولانا علامہ علی غضنفر کراروی، مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا قاضی اللہ یار، مولانا جمال اللہ الحسینی، مولانا نذیر احمد طوچ، مولانا سید ممتاز الحسن شاہ صاحب گیلانی، حافظ محمد حنیف سہارنپوری شامل تھے بذریعہ بس ڈگری کیلئے روانہ ہوا۔ اور تقریباً ۱۱ بجے ڈگری پہنچے جہاں حضرت مولانا غلام غوث صاحب مولانا حافظ محمد شفیع صاحب دینی مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء نے کاروان ختم نبوت کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

عصر سے قبل پہلے ایک بس گئی دوسری بس میں مولانا ممتاز الحسن شاہ صاحب اور حافظ محمد حنیف سہارنپوری شامل تھے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری کی قیادت میں ٹنڈو آدم روانہ ہوگیا اور باقی حضرات نے رات کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا ـــــ ٹنڈو آدم سے حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی مجلس بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھر کو لیکر ڈگری پہنچ گئے رات کو شہر کے وسط میں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا ـــــ باوجودیکہ کانفرنس کا اعلان صرف شہر کی مساجد میں ہی ہوتا رہا اس کے لیے اشتہار وغیرہ شائع نہیں کیے گئے تھے لیکن ڈگری کے عوام کا کہنا تھا کہ یہ اپنی نوعیت کی عظیم الشان اور تاریخی کانفرنس ہے۔

کانفرنس رات کے اڑھائی بجے تک جاری رہی۔

ـــــ کانفرنس میں مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا قاضی اللہ یار، مولانا نذیر بلوچ، مولانا علامہ احمد میاں حمادی، مولانا جمال اللہ الحسینی، مولانا مفتی محمد جمیل آف سکھر، مولانا علامہ علی غضنفر کراروی، مولانا محمد لقمان علی پوری اور مقامی حضرات نے تقریریں کیں۔ کانفرنس کے اختتام پر کاروان ختم نبوت اپنی اگلی منزل ٹنڈو آدم کیلئے روانہ ہوگیا اور صبح کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے بخیر و عافیت ٹنڈو آدم پہنچ گیا۔

(ٹنڈو آدم کی کاروائی آئندہ پیش کی جائے گی)

سٹیٹ بنک انتظامیہ

لہٰذا ختم نبوت کے پروانوں نے فوراً ایک درخواست جناب بنک منیجر صاحب کے حضور پیش کردی کہ جناب چونکہ قادیانی کافر نجس اور ناپاک ہیں لہٰذا ان کے برتنوں کو فوراً مسلمانوں کے برتنوں سے الگ کرکے مسلمانوں کو اس کرب اور اذیت سے نجات دلائی جائے اس کے ساتھ ساتھ بنک ہذا کی تمام یونینوں نے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرکے اپنے جذبہ اسلامی اور حب نبی کا ثبوت دیا۔ دینی جذبہ سے سرشار جناب محترم چیف منیجر ظہیر الدین احمد قریشی صاحب اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر جناب قاضی مظہر الحق صاحب نے اسلامیان سٹیٹ بنک کی اس درخواست کو فوراً قبول و منظور کرکے اپنی دینی غیرت و حمیت کا ثبوت دیا۔ اور حکم جاری فرمایا کہ کوئی قادیانی مسلمانوں کے برتنوں میں کھانا نہیں کھا سکتا اس مژدہ جاں فزا کو سن کر اور اس پر مسرت خبر کو پاکر عاشقان خاتم النبیین کے قلوب میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

حسد سے بچو۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(بروایت ابوداؤد)

نہ اپنے بھائی کو شبہ میں ڈالو نہ اس سے مزاح کرو نہ ایسا وعدہ کرو جس کے بعد وعدہ خلافی کرو۔

(بروایت ترمذی)

مُردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے کیے تک پہنچ چکے ہیں۔

(بروایت بخاری شریف)

ـــــ ایک بندہ خدا

بقیہ: حضرت شاہ عبدالعزیزؒ

فضل کے ان گرانبہا موتیوں سے مزین ہیں جن کی آب و تاب تمام عالم کی نظروں کو خیرہ کر رہی ہیں۔

علم و فضل، زہد و تقویٰ، شان و شوکت عزت و عظمت سے بھرپور آپ کی زندگی نے اپنے ایام حیات بڑی شان سے پورے کئے اور ۲۲ شوال ۱۴۰۵ھ یوم پنجشنبہ کو صبح کے وقت اپنی شان سے علمی تاریخ کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بقیہ: بیجا اسس الماء ناست

"ملہم" اور "مجدد" ہونے کا دعویٰ کیا۔

ملک ——— اس پر کوئی ردعمل ہوا؟

مرزا ——— یہ دعویٰ ایسا نہیں تھا کہ اس پر کوئی رد عمل ہوتا ——— بلکہ پذیرائی ہوئی کیونکہ اگر کوئی شخص ملہم یا مجدد کا دعویٰ کرتا بھی ہے تو مسلمان اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ میرے دادا جان کی اسلام کے حق میں اور عیسائیت کے خلاف خدمات اتنی تھیں کہ لوگ قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے ایک اچھی خاصی جماعت تیار کرنا مقصود تھا اور وہ تیار ہو گئی۔

ملک ——— گھڑی دیکھتے ہوئے او ہو ——— مجھے تو ایک ضروری کام سے جانا ہے اس لیے باقی گفتگو آئندہ پر ملتوی:

مرزا ——— تو ... جی بہت اچھا جیسے آپ کا حکم۔

آداب عرض

دندان شکن جواب

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ

کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے

مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ تم ذرا یہ بھی ......

سوچو کہ نزول قرآن سے پہلے میں نے تمہارے سامنے چالیس سال کی طویل مدت گزار دی ہے اس مدت میں تم نے کبھی شعر و سخن یا کوئی مقالہ لکھتے ہوئے نہیں سنا۔ اگر میں اپنی طرف سے کوئی ایسا کلام کہہ سکتا تو کچھ نہ کچھ اس چالیس سال کے عرصہ میں بھی کہا ہوتا۔ اس کے علاوہ اس چالیس سالہ طویل زندگی میں تم میرے چال چلن میں صدق و عفاف امانت و دیانت، شرافت و نجابت کا تجربہ کر چکے ہو کہ عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا تو آج چالیس سال کے بعد آخر جھوٹ بولنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ؟

قرآن کریم کی اس دلیل نے صرف قرآن کریم کے کلام حق ہونے پر ہی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ عام معاملات میں کھوٹے کھرے اور حق و باطل کی پہچان کا ایک اصول بھی بتا دیا کہ کسی شخص کو عہدہ یا منصب سپرد کرنا ہو تو اس کی قابلیت صلاحیت کو جانچنے کا بہترین اصول یہ ہے کہ اس کی پچھلی زندگی کا جائزہ لیا جائے اگر اس میں صدق امانت، دیانت موجود ہے تو آئندہ بھی اس کی توقع کی جا سکتی ہے اور اگر پچھلی زندگی میں دیانت و امانت صدق و سچائی کی شہادت موجود نہیں تو آئندہ کے لیے اس کے کہنے یا معتقد وعدے کی وجہ سے اس پر اعتبار و اعتماد کرنا کوئی دانش مندی کی بات نہیں۔ (معارف القرآن)

اس تفصیل کی روشنی میں اگر مرزا صاحب کی زندگی دیکھی جائے۔ اور ان کی اگلی اور پچھلی زندگی کا ایک عام جائزہ لیا جائے تو نہایت تاریک نظر آئے گا۔ جھوٹ، دغا، مکر و فریب بد اخلاقی، بد تہذیبی، گالی گلوچ ہے ان کی زندگی کی ایک ایک سطر ہر کی نظر آئے گی اور ان کی کتاب زندگی کو اگر سامنے کیا جائے تو یقیناً قادیانیوں کے لیے یہ موضوع نہایت تکلیف دہ ثابت ہوگا اور وہ ہرگز نہیں چاہیں گے کہ مرزا صاحب کی سیرت، مرزا صاحب کے صدق و کذب اخلاق و عادات طرز گفتگو اور انداز تخاطب۔ معاملات و معاشرت کو زیر بحث لایا جائے اور حقیقت آشکار کی جائے۔

لہٰذا ہم ان سے گزارش کریں گے کہ مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ پر حملہ کرنے کی کوششوں سے باز آ جائیں اور اہل اسلام پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے سے گریز کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ان تمام تحریرات کو سامنے لانے پر مجبور ہو جائیں جس پر آنا مرزا طاہر احمد پسند نہیں کرتے ———

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

بقیہ: عطاء المحسن صاحب بخاریؒ

شاہ جیؒ کی وفات کو ۲۱، ۲۲ سال ہونے کو آئے ہیں۔ آج بھی جب الزام تراشیوں اور بہتان طرازوں کی زبانوں اور قلموں سے شاہ جیؒ کی کردار کشی اور ان کی تذلیل اور تحقیر کے مضامین بولے اور لکھے جاتے ہیں تو شاہ جیؒ کی روح قبر میں یقیناً بے چین ہوتی ہوگی۔

شاہ جیؒ کا اپنے مخلص رفیقوں سے کیا اختلاف تھا، اس کی حقیقت کیا تھی۔ اور اس کی وہ خاص وقت گزر جانے کے بعد کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ اس موضوع پر اگر قلم اٹھانے کی توفیق ہوئی۔ تو ہمارے عزیز زاہد منیر عامر سلمہ اللہ تعالیٰ کو میری جو ابھی جوانی کی منازل طے کر رہا ہے لیکن حق تعالیٰ کی داد ہے کہ اس نے اس نوجوان کو ایک پختہ فکر انسان کا دل اور دماغ اور کہنہ مشق مصنف کا قلم عطا کیا ہے۔ عزیزی زاہد منیر عامر نے اپنے پروردگار کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر پہلے اس موضوع پر بے شمار مطالعہ کیا اور اس کے بعد اپنے پاکیزہ مطالعہ اور مشاہدہ کو ورطۂ تحریر میں لانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

بقیہ: چنیوٹ اور قادیانی

نہیں توڑے جا سکتے۔

• ——— پھر کوئی قادیانی، مسلم کالونی مدرسہ ختم نبوت میں جا کر مسلمان طلبا اور اساتذہ کو گالی نہیں دے سکے گا۔

• ——— وہاں ملک کی شب برات پر مسلمانوں کی مسجد قبضے میں لینے کی کوشش نہیں کرے گا۔

• ——— کسی کو ریلوے پھاٹک پر واقع مسجد نما چبوترے کو گرا کر قادیانی جماعت کے مہمان خانے میں شامل کرنے کی جرأت نہ ہوگی ——— اور

• ——— پھر وہاں کسی اللہ یار ارشد کو اغوا کر کے قتل کرنے یا زدوکوب کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا گیا تو یہ اہل چنیوٹ کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی اور ایسا صرف اور صرف قادیانیوں کی سازش کے تحت ہوگا یا قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے کیا جائے گا

——— رہا یہ مسئلہ کہ نئے ضلع پر اخراجات بہت ہوں گے ہمارے نزدیک اس کا بہترین اور آسان حل یہ ہے کہ قادیانی جماعت خصوصاً رائل فیملی کے تمام فنڈز ضبط کر لیے جائیں اور انہیں نئے ضلع چنیوٹ کی تعمیر و ترقی پر صرف کیا جائے۔

عید الاضحیٰ

مسلم غازی

ضو فگن ہے چاند ، اپنی جلوہ سامانی کے ساتھ
عید الاضحیٰ آ گئی پیغام قربانی کے ساتھ

یہ ہے ابراہیمؑ کی سنت خدا کا حکم بھی
اس کی ہو تعمیل پورے جوشِ ایمانی کے ساتھ

جانور کے ساتھ قرباں نفسِ امّارہ بھی ہو
دل بھی جھکنا چاہیئے سجدے میں پیشانی کے ساتھ

پایا اسمٰعیلؑ نے وہ جذبۂ ذبحِ عظیم
حکمِ مولا پر جھکے وہ عزمِ قربانی کے ساتھ

تھے خلیل اللہ مائل ذبح پر فرزند کے
گوسفند اترا زمیں پر حکمِ ربّانی کے ساتھ

حج و عمرہ اور قربانی خدا کی راہ میں
منطبق ہوتے ہیں یہ آیاتِ قرآنی کے ساتھ

دور ہوں اپنے معاصی یوں خدا کے فضل سے
خار و خس جس طرح سے بہہ جاتے ہیں پانی کے ساتھ

ہے دعائے قلبِ غازیؔ تا ابد زندہ رہیں
سب مسلماں جذبۂ ایثار و قربانی کے ساتھ

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

ربوہ چلو، ربوہ چلو

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام

آل پاکستان

ختم نبوت کانفرنس

ربوہ

بمقام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد ضلع جھنگ

شمع ختم نبوت کے پروانو

۲۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات، جمعہ

زیر سرپرستی

مولانا خان محمد [illegible]

کندیاں شریف

اس تاریخی کانفرنس میں تمام مکاتیب فکر کے علماء، راہنمایان قوم شرکت کریں گے کانفرنس کی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی گئی ہیں جس کے لیے مجلس استقبالیہ تشکیل دے دی گئی ہے جس میں [illegible] شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سرگودھا، جھنگ اور چنیوٹ کے اراکین شامل ہیں شمع ختم نبوت کے پروانے کانفرنس میں شرکت کے لیے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں۔

باہر سے آنے والے حضرات کیلئے رہائش کا مناسب انتظام ہوگا

شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان فون 76538